ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

اکتوبر ـــــــــــــــ ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر ـــــــــــــــ نصراللہ خان ناصر

میرا ذاتی تجربہ ہے

"میرا ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلّی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبّت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے۔ اور اس کی تائید و نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔"

کلماتِ طیبات از سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ۔۔۔

(مندرجہ حقیقت الوحی)

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اکتوبر ۱۹۹۵ء

اخاء ۱۳۷۴ ہش

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ۳۶ شمارہ نمبر ۱۰

شرح چندہ

پاکستان ـــــ چالیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ـــــ چار روپے

اداریہ

محبتِ الٰہی ۔۔۔!

محسنِ اعظم سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنی نوع انسان پر سب سے بڑا احسان تو یہ کیا کہ انسان کے مقصدِ حیات سے اُسے روشناس کیا۔ اور اسے وہ عرفان دیا جس سے اسے ایک عظیم خالق و مالک کا تصوّر ملا۔ اور محبت الٰہی اس کا مطلوب و مقصود ٹھہری آپؐ کی عظیم الشان قوتِ قدسیہ سے وحشی نہ صرف انسان بنے بلکہ با اخلاق انسان بنے اور پھر با اخلاق سے باخدا اور اس سے بڑھ کر خدا نما انسان بنے۔ اس طرح محبت الٰہی میں وہ ایسے محو ہوئے۔ کہ صفات باری تعالیٰ کے مظہر ٹھہرے۔ یہ عظیم تبدیلی کس طرح وقوع پذیر ہوئی ؟ ۔۔ یہ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان، آپؐ کی اعلیٰ روحانی تاثیرات اور تاریک راتوں کی دعائیں تھیں۔ جس نے کامل مومن، عارف باللہ اور رحمۃ اللہ وجود ظاہر کئے۔

محبتِ الٰہی کے اس سچّے اور حقیقی راستے کو پانے کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ یوں راہنمائی فرمائی۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ (آل عمران : ۳۲)

اے رسول تُو کہہ دے کہ اے مومنو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبّت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبّت کرے گا۔

اس طرح محبت الٰہی کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ ہر مومن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل فرمانبرداری اور سچی پیروی کرے۔ آپؐ کے معمولات آپؐ کی عبادات آپؐ کے اقوال و افعال کی والہانہ محبت و عقیدت سے اتباع کرے۔ یہی وہ راہ ہے جس سے تمام انوار و برکات الٰہیہ اس مومن پر نازل ہونگے۔ وہ خدا کی محبت حاصل کرے گا۔ وہ خدا کا ہوگا۔ اور خدا اس کا۔ اس وسیلۂ محبت کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے۔ تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلّی اس پر پڑتی ہے اور

اس کو ایک پورا رنگ عشق و محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔" (حقیقۃ الوحی)

نیز آپ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا جس کے لوازم میں سے محبت اور تعظیم اور اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی گناہ کی زہر کھا چکا ہے تو محبت اور اطاعت اور پیروی کے تریاق سے اس زہر کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور جس طرح بذریعہ دوا مرض سے ایک انسان پاک ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ایک شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح نور ظلمت کو دور کرتا ہے اور تریاق زہر زائل کرتا ہے۔ اور آگ جلاتی ہے۔ ایسا ہی سچی اطاعت اور محبت کا اثر ہوتا ہے......"

(ریویو آف ریلیجز جلد ۱ ۵/ صہ ۲۰۲)

مصلح دوراں سیدنا حضرت مسیح موعود...... نے نہایت شرح و بسط سے محبت الٰہی کے ممکن ذرائع کو یہاں پیش فرمایا ہے۔ چنانچہ ان اقتباسات کی روشنی میں یہ امر واضح ہے۔ کہ

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور محبت کا گہرا تعلق ہے۔
- کامل اتباع سے محبت الٰہی کی سوزش جنم لیتی ہے۔
- یہ سوزشِ محبت دنیا سے توجہ ہٹا کر انسان کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکا دیتی ہے۔
- محبت الٰہی اسے رنگِ عشق و محبت دے کر اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔
- محبت و اطاعت ایک تریاق ہے جو زہر (بدی کے اثرات) زائل کر دیتا ہے۔
- محبت اطاعت اور تعظیم رسولؐ کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

پس محبت و اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے مقصدِ زندگی اور دائمی نجات کا حصول ممکن ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقاصد کو پانے کی توفیق بخشے۔ آمین

تقریب نکاح و درخواست دعا: عزیزہ محترمہ خنساء رفعت بنت محترم نصر اللہ خاں صاحب ناصر ایم اے مربی سلسلہ احمدیہ (ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ۔ ربوہ) کی تقریب نکاح مورخہ ۹۔ اکتوبر بعد نمازِ عصر منعقد ہوئی۔ محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے عزیزہ خنساء رفعت کے نکاح کا اعلان بعوض ایک لاکھ روپے حق مہر بہمراہ عزیزم محترم فیض الحق صاحب ایم ایس سی مقیم جرمنی ابن مکرم چوہدری عبدالحق صاحب (ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر محکمہ تعلیم) دارالبرکات ربوہ کیا۔ قارئین انصاراللہ اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت اور مثمرِ ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین (ادارہ)

امام الکلام

"محبّتِ ذاتیہ الٰہیہ"

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ .... فرماتے ہیں :۔

"جیسے مومن خدا کی راہ میں اپنی رُوح کھوتا ہے تو ایک رُوح اس کو عطا کی جاتی ہے ۔ کیونکہ ابتداء سے یہ وعدہ ہے کہ جو کوئی خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ کھوئے گا وہ اُسے پائے گا اس لئے رُوح کو کھونے والے رُوح کو پاتے ہیں پس چونکہ مومن اپنی محبّتِ ذاتیہ سے خدا کی راہ میں اپنی جان وقف کرتا ہے اس لئے خدا کی محبّتِ ذاتیہ کی رُوح کو پاتا ہے جس کے ساتھ رُوح القدس شامل ہوتا ہے ۔ خدا کی محبّت ذاتیہ ایک رُوح ہے اور رُوح کا کام مومن کے اندر کرتی ہے ۔ اس لئے وہ خود رُوح ہے اور رُوح القدس اس سے جُدا نہیں ۔ کیونکہ اس محبت اور رُوح القدس میں کبھی انفکاک ہو ہی نہیں سکتا ۔ اسی وجہ سے ہم نے اکثر جگہ صرف محبّتِ ذاتیہ الٰہیہ کا ذکر کیا ہے اور رُوح القدس کا نام نہیں لیا ۔ کیونکہ ان کا باہم تلازم ہے ۔ اور جب رُوح کسی مومن پر نازل ہوتی ہے تو تمام بوجھ عبادات کا اس کے سر سے ساقط ہو جاتا ہے اور اس میں ایک ایسی قوّت اور لذّت آجاتی ہے جو وہ قوّت تکلّف سے نہیں بلکہ طبعی جوش سے یادِ الٰہی اس سے کراتی ہے اور عاشقانہ جوش اس کو بخشتی ہے ۔ پس ایسا مومن جبرائیل علیہ السلام کی طرح ہر وقت آستانہ الٰہی کے آگے حاضر رہتا ہے ۔ اور حضرتِ عزّت کی دائمی ہمسائیگی اس کے نصیب ہو جاتی ہے ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس درجہ کے بارہ میں فرماتا ہے ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ؎ یعنی مومنِ کامل وہ لوگ ہیں کہ ایسا دائمی حضور ان کو میسّر آتا ہے کہ ہمیشہ وہ اپنی نماز کے آپ نگہبان رہتے ہیں ۔ یہ اس حالت کی طرف اشارہ ہے کہ اس درجہ کا مومن اپنی رُوحانی بقا کے لئے نماز کو ایک ضروری چیز سمجھتا ہے ۔ اور اس کو اپنی غذا قرار دیتا ہے ۔ جس کے بغیر وہ جی ہی نہیں سکتا ۔ یہ درجہ بغیر اس رُوح کے حاصل نہیں ہو سکتا ۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مومن پر نازل ہوتی ہے ۔ کیونکہ جبکہ مومن خدا تعالیٰ کیلئے اپنی جان کو ترک کر دیتا ہے تو ایک دوسری جان پانے کا مستحق ہوتا ہے ۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۲۳۳-۲۳۴)

؎ سورۃ مومنون آیت ۱۰

کلام الامام

خدا تعالیٰ کی محبّت میں سرشار!

سیّدنا حضرت المصلح الموعود ..... فرماتے ہیں :-

"..... سب انبیاء کا مشترکہ مشن اشاعت توحید اور تخریب شرک تھا مگر بڑے سے بڑے نبیوں اور مرسلین کی زندگی کو رسول کریمؐ کی زندگی سے مقابلہ کر کے دیکھ لو جو فکر اور فہم آپؐ کو شرک کی بیخ کنی کا تھا اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو ایک خدا کی پرستش کی تبلیغ کی۔ حضرت مسیح ناصریؑ نے ایک سائل کو کہا کہ سب سے بڑا حکم یہ ہے کہ تو اُس خدا کو جو آسمان پر ہے اپنے سچّے دل اور سچّی جان سے پیار کر۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کے بُتوں کو توڑ کر ان پر شرک کے عقیدہ کا بطلان ثابت کیا۔ حضرت نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو واحد خدا کی پرستش کی طرف بلایا۔ لیکن ہمارے سردار و آقا ہادیٔ برحقؑ نے جس طرح شرک مٹانے کیلئے جدّوجہد کی ہے اسکی مثال کسی اور نبی کی ذات میں نہیں ملتی۔ بے شک دیگر انبیاء نے اپنی عمر کا ایک حصّہ شرک کے مٹانے پر خرچ کیا مگر جو دھت اس مرض کو مٹانے کی خاتم النبییّن صلی اللہ علیہ وسلم کو لگی ہوئی تھی وہ اور کسی کو نہ تھی۔ آپؐ نے اپنے دعویٰ کے بعد ایک کام کو مدّنظر رکھا کہ ایک خدا کی پرستش کروائی جائے۔ تمام اہلِ مکّہ جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے آپؐ کے مخالف ہوگئے اور یہاں تک آپؐ سے درخواست کی کہ جس طرح ہو آپ ہمارے معبودوں کی تردید کو جانے دیں۔ اور ہم آپؐ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آپؐ جو مطالبہ بھی پیش کریں گے ہم اسے قبول کریں گے۔ حتیٰ کہ اگر آپؐ چاہیں تو ہم آپؐ کو اپنا بادشاہ بھی بنالیں گے۔ اور ایسا بادشاہ کہ جس کے مشورہ کے بغیر ہم کوئی کام نہ کریں گے مگر باوجود اس تحریص و ترغیب کے اور باوجود طرح طرح کے ظلم و ستم کے جو آپؐ پر اور آپؐ کی اُمّت پر توڑے جاتے تھے آپؐ نے ایک لمحہ اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی یہ برداشت نہ کیا کہ خدا تعالیٰ کی وحدت کے بیان میں سُستی کریں۔ بلکہ آپؐ نے ترغیب و تحریص دینے والوں کو یہی جواب دیا کہ اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کھڑا کرد۔ تب بھی میں خدا تعالیٰ کی وحدت کا بیان و اقرار ترک نہ کروں گا۔

..... آپؐ شرک سے ایسے بیزار تھے کہ ایک ساعت کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے اپنا سَر جُھکائے۔ خدا تعالیٰ کی محبّت میں ایسے سرشار ہوئے کہ دنیا بھر کے مذاہب اور قوموں کو اپنا دشمن بنالیا اور یکدم سب سے اپنا قطع تعلق کر لیا۔ اور صرف اس سے صلح رکھی جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کیا۔"

(سیرت النبیؐ صفحہ ۵۹-۶۰)

عربی منظوم کلام

وَلَاحَ عَلَیْنَا وَجْھُہُ الطَّلْقُ سَرْمَدًا

لَہٗ فِیْ عِبَادَۃِ رَبِّہٖ غَلْیُ مِرْجَلٍ ❖ وَفَاقَ قُلُوْبَ الْعَالَمِیْنَ تَعَبُّدًا

اپنے رب کی عبادت میں اس میں ہنڈیا کا سا جوش ہے اور عبودیت میں وہ تمام جہانوں کے دلوں پر فوقیت لے گیا ہے

وَمِنْ وَجْھِہٖ جَلّٰی بَعِیْدًا اَوْ اَقْرَبًا ❖ وَاَصَابَ وَابِلُہٗ تِلَاعًا وَّجَدْجَدًا

اور اپنے مبارک چہرہ سے اس نے دور و نزدیک کو روشن کر دیا اور اس کی بارش ٹیلوں پر بھی برسی ہے اور ہموار زمین پر بھی

لَہٗ اٰیَتَا مُوْسٰی وَرُوْحُ ابْنِ مَرْیَمٍ ❖ وَعِرْفَانُ اِبْرَاھِیْمَ دِیْنًا وَّمَرْصَدًا

اسے موسیٰ کے دو معجزے اور عیسیٰ بن مریم کی روح حاصل ہے اور دین اور طریقت کے لحاظ سے ابراہیم کا عرفان بھی

وَکَانَ الْحِجَازُ وَمَا سِوَاہُ کَمَیِّتٍ ❖ شَفِیْعُ الْوَرٰی اَحْیٰی وَاَدْنَی الْمُبَعَّدَا

اور حجاز اور اس کے علاوہ دیگر ملک مردے کی طرح تھے، ساری مخلوق کے شفیع نے (انہیں) زندہ کر دیا اور خدا سے دور لوگوں کو قریب کر دیا

وَلَمَّا تَجَلّٰی نُوْرُہُ التَّامُّ لِلْوَرٰی ❖ وَلَوَّحَ وَجْہَ الْمُنْکِرِیْنَ وَسَوَّدَا

جب اس کے کامل نور نے مخلوق پر تجلّی کی اور منکرین کے چہرے کو جھلس دیا اور سیاہ کر دیا

تَرَاءٰی جَمَالُ الْحَقِّ کَالشَّمْسِ فِی الضُّحٰی ❖ وَلَاحَ عَلَیْنَا وَجْھُہُ الطَّلْقُ سَرْمَدًا

تو جمالِ الٰہی اس طرح جلوہ گر ہو گیا جس طرح سورج دن کے وقت جلوہ گر ہوتا ہے اور اس کا ہمیشہ چمکنے والا چہرہ ہم پر ظاہر ہو گیا

وَقَدِ اصْطَفَیْتُ بِمُھْجَتِیْ ذِکْرَ حَمْدِہٖ ❖ وَکَافٍ لَّنَا ھٰذَا الْمَتَاعُ تَزَوُّدَا

مَیں نے اپنے دل و جان سے اس کی تعریف کے ذکر کو پسند کر لیا اور یہی سامان بطور زادِ راہ کے ہمارے لئے کافی ہے

وَفَوَّضَنِیْ رَبِّیْ اِلٰی فَیْضِ نُوْرِہٖ ❖ فَاَصْبَحْتُ مِنْ فَیْضَانِ اَحْمَدَ اَحْمَدَا

اور میرے ربّ نے مجھے آپ کے نور کے فیض کے حوالہ کر دیا تب مَیں احمد بن گیا

(القصائد الاحمدیہ صفحہ ٧٦ تا ٧٩)

فارسی منظوم کلام

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہ عاشقاں!

چوں زمن آید ثنائے سرورِ عالی تبار ⁂ عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

مجھ سے اس عالی قدر سردار کی تعریف کس طرح ہو سکے جس کی مدح سے زمین آسمان اور دونوں جہان عاجز ہیں

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم ⁂ کس نہ داند شانِ آں از واصلانِ کردگار

قُرب کا وہ مقام جو وہ محبوبِ ازلی کے پاس رکھتا ہے اس کی شان کو واصلانِ بارگاہِ الٰہی میں سے کوئی بھی نہیں جانتا

آں عنایتہا کہ محبوبِ ازل دارد بدو ⁂ کس بخوابے ہم ندیدہ مثلِ آں اندر دیار

وہ مہربانیاں جو محبوبِ ازلی اس پر فرماتا رہتا ہے وہ کسی نے دنیا میں خواب میں بھی نہیں دیکھیں

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہ عاشقاں ⁂ آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

خاصانِ حق کا سردار اور عاشقانِ الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے جس کی روح نے معشوق کے وصل کے ہر درجہ کو طے کر لیا ہے

آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیاتِ او ⁂ رحمتے زاں ذاتِ عالم پرور و پروردگار

وہ مبارک قدم جس کی ذات والاصفات رحمت بن کر اس رب العالمین پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی

آنکہ دارد قربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق ⁂ آنکہ شانِ او نہ فہمد کس نہ خاصان و کبار

وہ جو کہ جنابِ الٰہی میں خاص قرب رکھتا ہے وہ جس کی شان خواص اور بزرگ بھی نہیں سمجھتے

ہیچ کس از خبثِ شرک و رجسِ بت آگہ نشد ⁂ ایں خبر شد جانِ احمدؐ را کہ بود از عشقِ زار

کوئی بھی شرک کی نجاست اور بتوں کی گندگی سے آگاہ نہ تھا صرف احمدؐ کے دل کو آگاہی ہوئی جو محبت الٰہی سے چُور تھا

(آئینہ کمالات اسلام ۔ روحانی خزائن جلد ۵ ص)

اُسوۂ حسنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اللہ تعالیٰ سے انتہا درجہ کی محبت

(۳)

ایڈیٹر

آپؐ کی عبادت میں محبت وعشق کا رنگ

سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و نیاز
قدسیاں را نیز شد چشم از غم آں اشکبار
آخر از مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہِ لطفِ حق بر عالمِ تاریک و تار

(سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ......)

ترجمہ: اس عجز اور پکار سے آسمان پر ایک شور پڑ گیا اور خود قدسیوں کی آنکھیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غم سے اشکبار ہو گئیں۔ آخر حضورؐ کے اس عجز و مناجات اور تڑپ کے طفیل خدا تعالیٰ کی نگاہِ لطف اس عالمِ ضلالت و گمراہی پر پڑی۔"

انسانی تخلیق کا مقصد: خالقِ کائنات نے انسان کو پیدا کیا۔ اُسے احسن تقویم کے سانچے میں ڈھلنے کی صلاحیتیں بھی عطا کیں۔ اور اشرف المخلوقات کی اعلیٰ منزل اس کے لئے متعین کی۔ خدا تعالیٰ کی صفتِ خلق کے ظہور کے بعد خالقیت کا عمل جاری و ساری ہے۔ اور یہ کبھی نہیں ہوا کہ وہ اپنی مخلوق سے تعلق باقی نہ رکھے۔ اور نہ یہ بات درست ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو قوانینِ فطرت کے سپرد کر دیا ہے۔ اور اس میں کوئی دخل نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اعلیٰ درجہ کی مخلوق یعنی انسان کی فطرت میں اپنی لقاء کا ایک عظیم جذبہ شوق بلکہ طوفان پیدا کر رکھا ہے۔ اور وہ خود صلائے عام دیتا ہے کہ کون ہے جو میری محبت کا متلاشی ہے۔ اور میری لقاء چاہتا ہے۔ اس کی رحمانیت نے تو اپنی صفات اور شبیہہ کے رنگ میں اسے پیدا کیا۔ اور یہی تخلیقِ انسان کی علتِ غائی قرار پائی۔

کہ وہ خدا تعالیٰ کا حقیقی عبد بنے۔ فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ (الذّاریات : ۵۷)

کہ ہم نے جن و انس یعنی ہر خاص اور عام، بڑے اور چھوٹے انسان کو عبادت کی غرض سے پیدا کیا ہے۔ یعنی اس لئے کہ ہماری صفات کے نقوش اپنے اندر پیدا کرے۔

عبادات کا تصوّر :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عبادت کے معلوم تصوّر میں یہ بات نظر آتی ہے کہ دنیا سے بے تعلق ہو کر اپنے جسم و جان پر مشقت ڈالی جائے اور اپنے خالق کی عبادت ایسے طور پر بجالائی جائے کہ اس راہ میں ہلاک ہونے سے بھی گریز نہ کرے۔ پھر ورد اور ذکر کے ایسے طریق مقرر کئے گئے کہ انفرادی یا اجتماعی طور پر جو صفاتِ باری ذہن میں آئیں ان کی گنتی اور شمار کیا جائے اور مالائیں رکھنا عبادت کا جزو قرار دیا جائے۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں ان مالاؤں سے عام سادہ لوحوں پر تقدس اور بزرگی کا بھرم قائم رکھا گیا۔ اور ذکر کے اس شمار کو (لاکھوں کے شمار سے) مشکلات اور اطمینان کا حل قرار دیا گیا۔ (انہی کی دیکھا دیکھی دینِ کامل کے پیروکاروں نے بھی تسبیحیں رکھنا شروع کیں)

کچھ لوگوں نے یہ نقطہ نظر قائم کیا کہ " بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست "، یہی زندگی، زندگی ہے۔ اُخروی زندگی محض افسانہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق اور محبت عبث ہے۔ اس لئے بعض مروّجہ اخلاقی معیاروں اور خود ساختہ ضابطوں کے مطابق دنیا اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرنا ہی عبادت سمجھا گیا۔ چنانچہ

۱۔ اوّل الذکر نظریہ ایک بڑے گروہ کو ترکِ دنیا پہ آمادہ کرتا رہا۔ اس کے مطابق ظاہری اور باطنی مروّجہ طریقۂ عبادت کے علاوہ اپنی صلاحیتوں کو کسی اور رنگ میں صرف کرنا اپنی زندگی کو ضائع کرنے کے مترادف ٹھہرا۔ اور اس طرح خدمتِ انسانیت اور نفع رسانی کی سوچ مفلوج ہو کر رہ گئی۔

۲۔ ثانی الذکر نظریہ رکھنے والے اس قسم کے اعمال کو ایک بے معنی حرکت قرار دیتے رہے اور اپنی تمام تر توجہ دنیوی زندگی پر مرکوز رکھی۔ اور اعلیٰ درجہ کی " صفات " کے رنگ میں نہ ڈھل کر " خدمت اور نفع رسانی " کی حکمتوں کو نہ سمجھ پائے۔ اور اس طرح الَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے مطابق ان کی دنیوی زندگی بے فائدہ اور رائیگاں ٹھہری۔

عبادت کا حقیقی تصوّر :-

عبادت کا لفظ جس امر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اس کی حقیقت اور حکمت بھی

اس کے معنوں میں پائی جاتی ہے۔ لفظ عبادت عَبَدَ سے ہے اس کے معنے ہیں

۱۔ طَاعَ لَہٗ وَخَضَعَ وَذَلَّ وَخَدَمَہٗ وَالْتَزَمَ شَرَائِعَ دِیْنِہٖ وَوَحَّدَہٗ (اقرب الموارد)

یعنی عَبَدَ کے معنے ہیں اس کی اطاعت کی اور اس کے حکم کے سامنے سر جھکایا اور اس کی خدمت کی۔ اس کے دین کے احکام پر التزام سے عمل کرنے لگا اور اس کی یکتائی کا اقرار کیا۔

۲۔ عَبَدَ کے ایک معنے کسی کے نقش و اثر کو قبول کرنے کے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ اَیْ مُذَلَّلٌ۔ یعنی ایسا راستہ جو کثرت آمد و رفت سے اس طرح ہو گیا ہو کہ پاؤں کے نقش قبول کرنے لگے

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ ..... عبادت کا مفہوم اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

" ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا ہے کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذلّت ہے اور عبودیت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا علوّ اور بلندی اور عُجب نہ رہے۔ اور صاحب اس حالت کا اپنی علمی تکمیل محض خدا کی طرف دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مورٌ مُعَبَّدٌ وَطَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ جہاں راہ نہایت نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے اس راہ کو طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے تصرّف اور تعلیم سے ان میں علمی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گذر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا۔ اور اپنے تصرّف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے ان میں پیدا کی۔ پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے مہدی ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی عبد ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی رُوح پر اپنے ہاتھ سے وہ کام کیا ہے جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اس سڑک پر کیا جاتا ہے جس کو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں۔"

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۴-۳۹۵ حاشیہ)

عبادت کے بیان کردہ مفہوم و معانی سے ظاہر ہے کہ اطاعت۔ خاکساری۔ خدمت اور معبود کی تجویز

کردہ راہوں کی تمام شرائط کے ساتھ پابندی اور محبت کے لحاظ سے معبود و محبوب کی یکتائی کو تسلیم کرنا عبادت ہے۔

عبادت کے بارہ میں بعض اہم تصریحات

اگرچہ مضمون زیرِ نظر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات میں محویت و عشق کا رنگ ہے۔ کہ کس طرح آپؐ کی حیاتِ مقدسہ کے تمام تر اوقات و لمحات ذکرِ الٰہی میں گزرتے اور عام معمولات زندگی میں عبادت کا رنگ رکھتے۔ چند تصریحات کا ذکر یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حُسن نکھر کر سامنے آتا ہے۔

عبادت کے مفہوم میں وُسعت :۔

یہ حقیقت ہے کہ مخصوص فرض عبادات اپنے فلسفہ و حکمت کے اعتبار سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک عظیم تغیر پیدا کرنے کا موجب ہیں مگر عبادت کے وسیع تر مفہوم کے مطابق بعض ادنیٰ نیکیاں، خدمتِ انسانیت اور عائلی و معاشرتی امور کی ادائیگی بھی عبادت قرار پاتی ہے۔ ایسے قولی اور فعلی اور اعتقادی رنگ میں صادر ہونیوالے اعمال یقیناً کامل ایمان اور عبادت کی منازل طے کراتے ہیں۔ کسی کو نیکی کی تلقین و تحریک کرنا۔ نصیحت کرنا نیک عمل کے مترادف اور صدقہ ہے۔ بھوکوں پیاسوں کو کھلانا پلانا۔ راستے کا حق دینا۔ عیادت کرنا۔ اتباع جنازہ۔ تعزیت کا اظہار۔ اولاد اور والدین کی حیثیت سے ذمہ داریاں ادا کرنا۔ ہمسایوں کے حقوق۔ میاں بیوی کے باہمی حقوق۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالنا، یہ تمام اعمال اس وقت عبادت کے طور پر شمار ہوتے ہیں جبکہ خالصتًا خدا تعالیٰ کی خاطر ہوں۔

محبت اور فطرت :۔

انسان ہو یا حیوان ان میں محبت فطرتًا ودیعت کی گئی ہے۔ ان میں شعوری اور لاشعوری طور پر ایک صنف ہوں یا مخالف صنف ایک گونہ کشش اور مانوسیت جبلّت کا حصہ ہے۔ اور اس خاصیت سے انکار و مفر نہیں۔ جہاں تک انسان کا تعلق ہے اسے شعور اور عقل سے نوازا گیا ہے۔ اس کا قلب و ذہن امید و خوف اور محبت و نفرت کا مورد ہے۔ پھر انسانی قلب میں محبت اسے بے اختیار بنا دیتی ہے۔ وہ اپنے محبوب و محسن کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا عشق و فدائیت کا جذبہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے پکار اُٹھتا ہے۔

؎ جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا

پس عبادت جس کا ایک غالب پہلو دعا ہے راہِ محبت میں موت قبول کرنا ہے۔ پھر یہ محبت کی آگ میں روشن وجود محبوب کا ہم رنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس اعلیٰ حسن اور صفات میں تفریق ممکن نہیں رہتی اور "من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی" کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ عبادت کا یہ رنگ محبت کی ارفع منزل ہے۔

عبادت کی آخری منزل:۔

خدا تعالیٰ کے لئے صدق و وفا کے ساتھ سفر کرنے والا سالک جب ذاتِ باری تعالیٰ کے ہم رنگ اور خالص ہو جاتا ہے تو اس پر اسماءِ حسنہ کا پَر تو پڑتا ہے۔ اور صفاتِ الٰہیہ اس میں منعکس ہو جاتی ہیں۔ اور جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر آگ ہو جاتا ہے اور رنگ اور حدت اور ہیئت میں وہی کچھ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اپنی ذات اور اصل میں وہ آگ نہیں بلکہ لوہا ہے۔ مگر صفات آگ والی رکھتا ہے۔ یہی کیفیت ایک کامل عابد زاہد کی ہوتی ہے۔ کہ وہ صفاتِ باری تعالیٰ کا مظہر بن جاتا ہے اور اَنَا الْحَقّ کی یہی وہ عارفانہ زبان ہے۔ جسے دنیا کی نگاہ نہیں جانتی عبادتِ الٰہی کی یہی انتہا، انتہائے محبت بھی ہے جس کا ایک حدیث قدسی میں یوں ذکر ہے:

"وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا۔" (بخاری کتاب الرقاق باب التواضع)

خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ نوافل (عبادات) کے ذریعہ میرا ایسا قرب حاصل کر لیتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر میں جب اس سے محبت کرتا ہوں تو وہ محبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سُنتا ہے۔ میں اس کی بصارت ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

اس حدیث میں انسان کو ایک خدا نما انسان کے طور پر پیش کیا گیا۔ گویا کہ جب ایک مومن سب کچھ خدا تعالیٰ کے لئے تج کر دیتا ہے۔ اور اس کا اپنا کچھ نہیں ہوتا۔ تو وہ صفاتِ باری تعالیٰ میں ایسا گُم ہو جاتا ہے کہ کوئی غیریت اور دُوئی نہیں رہتی۔ اور اس کا ہر قول و فعل اور ہر نقل و حرکت اس کا اپنا نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے اقوال و افعال اور اعمال کا صدور خدا تعالیٰ سے ہوتا ہے۔

عبادت کی یہ آخری منزل ہے جسے حضرت اقدس مسیح موعود ..... نے فنا بقا اور لقا کی اصطلاحات میں مفصّل بیان فرمایا ہے۔ اور یہ وہ عبادت ہے جو انتہائی محبت کا رنگ رکھنے والی عبادت ہے۔ قرآن کریم

نے اسی کو اللہ کا رنگ پکا قرار دیا ہے ۔ فرمایا

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۔
(البقرہ : ۱۳۹)

اللہ تعالیٰ کا رنگ (صفات) پکڑو اور کیا ہی وہ حسین رنگ ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ یعنی ان صفات کا حصول منتہائے مقصود ہے ۔

پس محبوب کی تمام صفات کا عکس محبّ کے اندر منعکس ہو کر عبد اس دنیا و مافیہا سے دور آسمان سے پختہ تعلق جوڑ لیتا ہے ۔ اور اپنے مقصد حیات کو ایک نافع وجود بن کر اعلیٰ صفات کو ظاہر کرتا ہے ۔

عبادت کے اس حقیقی مقام کا مورد کون ٹھہرتا ہے ۔ جو ان نقوش کو قبول کرے ۔ جس کے لئے یہ امور لازمی ہیں ۔

۱۔ نقش لینے والا نقش قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو ۔

۲۔ نقش قبول کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ نقش دینے والا جو نقش دینا چاہے اس کو قبول کرنے کے لئے عجز اختیار کرے ۔ جس طرح مٹی بیج کو قبول کرتی ہے ۔ نیز اس کے اندر مقابلہ اور مخالفت کی طاقت نہ رہے ۔ خضوع ذلت خدمت اطاعت کے لئے تیار رہے ۔

۳۔ جس قدر نقش دہندہ کے نقوش قبول کرنا ہوں گے اسی نسبت سے اپنے وجود کی نفی اور قبول نقش اور قرب کی استعداد ضروری ہوگی ۔

خلاصہ کلام اس بحث کا یہ ہے کہ **عبادت تہذیب نفس کا وہ راستہ ہے جس پر چل کر ایک محبّ اپنی تمام لذات مرادات مقاصد اور مرضیات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنا کر ایک آئینے کی صورت اختیار کرے ۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات منعکس ہوں ۔**

پس اس کلام کے پیش نظر صفاتِ باری کا جاننا اس پر غور و فکر لازمی ہے ۔ جسے ذکر الٰہی کا نام دیا جاتا ہے ۔ اور یہ ذکر الٰہی عبادات کے ساتھ لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات کا امتیاز :۔

تاریخ مذہب میں عبادات کے مختلف تصوّرات

اصل مقصود و منزل کے قریب لانے کی بجائے انسان کو مذہب سے نہ صرف دُور بلکہ لامذہبیت کی طرف لے جاتے رہے ہیں۔ قوم ونسل اور علاقائیت اور زمانے سے مختص ہونے کے باعث انسان اپنی راہِ منزل سے ہٹ گیا اور ان نقوش وصفات کو بھی بھول گیا جس کے ہم رنگ ہونا مقصود حیات تھا۔ اس کے لئے دینِ حق کے راہبر و راہنما ہادیٔ اعظم فخرالرسل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے۔ کہ

۱۔ جامع اور کامل اور اعلیٰ وارفع صفات کی حامل ہستی باری تعالیٰ اور مومن صادق وفادار بندے کا صحیح تصور ہمارے آقا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

۲۔ انسان کے طبعی تقاضوں اس کی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مدنظر آپ صلعم کے ظہور پر عبادات کے طریقے وضع کئے گئے جنہیں اختیار کرکے وہ خدا تعالیٰ کا مظہر بن سکے۔ اور آپ صلعم نے اپنی سیرت وسُنّت سے ان عبادات پر عمل دکھایا۔

۳۔ عبادت یعنی خدا تعالیٰ کی مظہریت کے مفہوم کے پیش نظر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح تمام انبیاء ومرسلین سے افضل اور مظہر اتم الوہیت ٹھہرے۔

یہ تمام حقائق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود سے ظاہر ہوئے۔ اور آپ نے حقیقتِ عبادت میں انتہاء درجہ کی محبت پیش کی۔ اور محویت وعشق کا وہ رنگ پیش کیا جو تاریخِ عالم میں ممتاز اور یکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

قرارداد تعزیت

اراکین مجلس انصاراللہ دارالحمد فیصل آباد اپنے پیارے اور محترم مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ چوہدری محمد اشرف صاحب ممتاز کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

محترم محمد اشرف صاحب ممتاز کی وفات ۱۳۔ اگست ۹۵ء کو ہوئی۔ آپ نے اپنی زندگی آخر دم تک خدمتِ دین میں گذاری۔ آپ بڑے ملنسار۔ خاموش طبع۔ دعاگو اور نہایت سادہ طبیعت رکھتے تھے۔ اندازِ بیان دھیمے لہجے میں بڑا پُر تاثیر ہوتا تھا۔ مجالس کے کاموں پر خوشنودی کا اظہار کرتے اور آگے بڑھنے کی تلقین کرتے رہتے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو غریقِ رحمت کرے اور ان کے درجات بلند کرے۔ نیز جملہ پسماندگان اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین

(مجلس انصاراللہ دارالحمد فیصل آباد)

نعت

کارگاہِ "کُن فکاں" کا راز میرا مُصطفٰےؐ
دونوں عالم کا ہے گویا ناز میرا مُصطفٰےؐ

ابتدائے حُسن بھی ہے، انتہائے حُسن بھی
عشق کا انجام اور آغاز میرا مُصطفٰےؐ

رشک سے تکتے ہیں کس کو وہ ستارے چرخ پر
چودھویں کا چاند کیا! مہناز میرا مُصطفٰےؐ

کس کی نظروں سے کِھل اُٹھی ہے مرے دل کی کلی
راز تھا ئیں، کاشفِ آں راز میرا مُصطفٰےؐ

رہ گئے حیراں فرشتے کس کا جلوہ دیکھ کر؟
نوریوں کو صورتِ اعجاز میرا مُصطفٰےؐ

سجدہ ریزی سے رسائی ہو گئی سدرہ تلک
جانتا تھا عشق کی پرواز میرا مصطفٰےؐ

سازِ حق کے زیر و بم کیوں کر نہ ہم آہنگ ہوں
ہے سراپا عشق کی آواز میرا مصطفٰےؐ

عبدالسّلام اسلام

مبارک وہ جو اب ایمان لایا

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب

محترم خلیفہ صباح الدین احمد صاحب

سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانی المصلح الموعود...... فرماتے ہیں

"ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب .... نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جب کہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا۔ اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور ایک گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً ۔/۴۵۰ روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضور کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح کہتا ہے کہ دین کیلئے ضرورت ہے تو پھر اور کس لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں کہنا پڑا کہ اب ان کو قربانی کی ضرورت نہیں"

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب.... ان مبارک وجودوں میں سے تھے جنہیں سیدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ.... کے ابتدائی رفقاء میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور اخلاص و قربانی اور ایثار کی عمدہ مثال قائم کرنے کی توفیق پائی۔ آپ نے اپنا بچپن جوانی اور کہولت دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے گزاری۔ سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ.... کے ساتھ اس روحانی تعلق کے علاوہ خاندان حضرت اقدس سے جسمانی تعلق جو "خواتین مبارکہ" کے الہام کے پورا ہونے سے پیدا ہوا آپ کیلئے مزید باعث عزو افتخار ہے۔

آپ کا خاندان مولد و مسکن

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور کے ایک عالم اور معزز اور جلیل القدر "خلیفہ" خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب خلیفہ راشد سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ یہ خاندان خلیفہ بدیع الدین کی سرکردگی میں بصرہ عرب سے ہجرت کر کے ہندوستان میں وارد ہوا۔ ایک حصہ اس خاندان کا بمبئی میں بس گیا اور دوسرے حصہ نے لاہور کو اپنا مسکن بنایا۔ اس خاندان میں پیری مریدی کا سلسلہ قائم تھا۔ گدی نشین کا بیٹا اپنے سے پہلے کا جانشین ہوتا۔ علم و فضل میں بھی اس خاندان کا شہرہ تھا اور حفظ قرآن اتنا عام تھا کہ ان کی عورتیں بھی حافظ قرآن تھیں۔ اور ایک سلسلہ دینی علوم کی ترویج کا شروع کر رکھا تھا۔ باپ کے بعد بیٹا قاضی القضاۃ کا عہدہ پاتا رہا۔ پیر خاندان کے ہونے کی وجہ سے "خلیفہ" کا لقب خاندان میں رواج پا گیا۔

مشہور تصنیف "تاریخ لاہور" کے مصنف ڈاکٹر کنہیا لعل نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۲ پر خلیفہ غلام اللہ صاحب کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

"مسلمان علماء و فضلاء لاہور میں سے سکھی عہد میں مولوی خلیفہ غلام رسول اور خلیفہ غلام اللہ تھے۔ بڑا مدرسہ ان کا جاری تھا ہزاروں طلباء درویش دور دور سے آکر تعلیم پاتے تھے۔ تمام زمانہ ان کا دل و جان سے ادب کرتا تھا۔ ہندو و اہل اسلام سب ان کے شاگرد تھے۔ اب خلیفہ غلام اللہ کا فرزند دلبند خلف الرشید، حمید الدین اجل فاضل عالم متبحر موجود ہے۔ خلیفہ غلام اللہ کو راجہ رنجیت سنگھ تعظیم دیتے تھے اور برابر کرسی پر بٹھلاتے تھے۔ ان کے صاحبزادے مولوی حمید الدین کو اب بھی سرکار نے لاہور کی قضاء کے عہدہ پر فائز فرمایا ہے۔ اسی عالیشان خاندان کی بدولت ہزاروں طالبعلم فضیلت کے مرتبہ پر پہنچ گئے۔"

یہ وہی قاضی خلیفہ حمید الدین ہیں جو حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین کے والد ماجد تھے۔ آپ انجمن حمایت اسلام کے بانی اور پہلے صدر تھے۔ انجمن کے تمام ادارے آپ کے عہد ہی میں قائم ہوئے۔ آپ کو اسلامیہ کالج لاہور ہی میں دفنایا گیا۔ انجمن کے قواعد کے مطابق اس خاندان کا ایک فرد ہمیشہ ممبر بنایا جاتا ہے۔

خلیفہ حمید الدین صاحب نے نہ صرف حضرت مسیح موعود...... کے خلاف فتویٰ پر مہر لگانے سے انکار کیا بلکہ اپنے دوسرے بیٹے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں تعلیم کے دوران بیعت کرنے کی اجازت دی۔ خلیفہ حمید الدین صاحب نے فارسی' عربی اور اسلامی علوم اپنے والد سے حاصل کئے۔ لاہور اورینٹل کالج میں پروفیسراور مدرسہ حمیدیہ کے سربراہ رہے جو بعد میں اسلامیہ کالج بنا اور پنجاب یونیورسٹی کے فیلو (Fellow) نامزد کئے گئے۔ اسی طرح قاضی القضاۃ کے عہدہ پر بھی آپ کا تقرر ہوا۔

۱۸۹۷ء میں یہ فاضل اجل علم و عمل کا دریا بہا کر اپنے اللہ کے حضور حاضر ہوگیا۔ آپ کے بڑے (بیٹے) خلیفہ عماد الدین ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم کے علاوہ گورنمنٹ کالج لاہور سے فارغ ہو کر محکمہ تعلیم میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین...... کی ولادت و تعلیم

آپ ۱۸۶۶ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش اندرون موچی دروازہ ڈھلی محلہ میں ہوئی۔ جہاں اس خاندان کی حویلیاں اور مساجد ابھی تک موجود ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوں سے اور آبائی مدرسہ میں حاصل کی۔ آپ لاہور کے ممتاز علم دوست اور قابل طالب علم تھے۔ خاندانی روایت کے مطابق آپ نے حفظ قرآن کیا۔ پھر آپ نے سکول کی تعلیم کے بعد کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ کالج میں طالب علم اور اساتذہ آپ کے اخلاق اور علم دوستی سے متاثر ہو کر آپ کی بہت عزت کرتے تھے۔ آپ کے ایک بچپن کے دوست اور سلسلہ احمدیہ میں صحافت کے بانی حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی تحریر کرتے ہیں کہ:-

> "میرا حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم سے قریباً ۳۵ سال سے نیاز مندانہ تعلق رہا ہے۔ جب کہ وہ میڈیکل کالج لاہور اور عرفانی ماڈل سکول میں تعلیم پاتا تھا۔ اس زمانہ تعلیم میں ہم دونوں نے حضرت مسیح موعود ...... کے حضور زانوئے ادب طے کیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب خدا کے فضل سے صادقانہ اور مخلصانہ زندگی بسر کر کے اپنے مالک حقیقی سے ملے۔ عرفانی کی کشتی عمر ابھی منجدھار میں ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی زندگی اولیاء اللہ کی زندگی کا ایک نمونہ تھی۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب میڈیکل

کالج میں تعلیم پاتے تھے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے دعویٰ کا اعلان کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے معاً آمنا و صدقنا کہا اور آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب کا خاندان علمی وجاہت اور اثر کے لئے مشہور تھا۔ اور اس خاندان کی خصوصیت میں یہ امر داخل تھا کہ سب کے سب حافظ قرآن ہوتے تھے۔ لڑکے اور لڑکیاں۔ ڈاکٹر صاحب بھی حافظ تھے۔ باوجود یہ کہ ان کے خاندان کو علمی اقتدار حاصل تھا۔ اور سلسلہ کی بے حد مخالفت کا آغاز ہو چکا تھا اور حقیقت میں وہ بڑی قربانیاں کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ آپ کے والد گو مکفر نہ تھے مگر مخالف ضرور تھے۔ تکفیر کے لئے مولوی محمد حسین نے بہت زور لگایا مگر خلیفہ صاحب نے ہمیشہ ہی کہا کہ میں تکفیر نہیں کر سکتا"

پھر عرفانی صاحب گواہی دیتے ہیں کہ :۔

"ڈاکٹر صاحب عروج شباب میں ہی نہایت متقی اور پابند صوم صلوۃ تھے۔ کالج میں تمام لوگ ان کی عزت ان کی ذاتی خوبیوں کی بنا پر کرتے تھے۔ اشاعت (دین) کا بے حد جوش ان ایام میں بھی ان کے قلب میں تھا اور مسلمان نوجوانوں کی اصلاح اور بھلائی کے لئے وہ اپنے وقت اور مال کو جو اس وقت میسر تھا۔ خرچ کرنے میں کبھی مضائقہ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے انہی دنوں میں ینگ مین محمڈن ایسوسی ایشن (Young Men Mohammadan Association) کی بنیاد رکھی۔ جسٹس شاہ دین صاحب نئے نئے بیرسٹر ہو کر آئے تھے۔ ان کی کوٹھی پر جو موچی دروازہ کے باہر تھی۔ اس کے اجلاس ہوا کرتے تھے۔ (الفضل ۱۰۔ اگست ۱۹۲۶ء)

بیعت: حضرت مسیح موعود کی خبر جب آپ کو ملی اس وقت آپ میڈیکل کالج لاہور کے طالب علم تھے۔ ایام طالب علمی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بصیرت دی کہ آپ نے اپنے والد محترم سے ذکر کیا اور اجازت حاصل کر کے فوراً بیعت کر لی۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

اس دفعہ ہمارے سلسلہ میں چند دوست ہم سے جدا ہو گئے جن کے ساتھ بہت سی خصوصیات وابستہ تھیں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے زمانے میں قبول کیا اور مولویوں کے گھرانہ میں قبول کیا۔ آپ کا ایسے خاندان کے ساتھ

تعلق تھا کہ جن کا یہ فرض سمجھا جاتا تھا کہ حضرت مسیح موعود سے دنیا کو روکیں۔ اس وقت ساری دنیا آپ کی مخالفت پر تلی ہوئی تھی۔ پس ان کا ایسے حالات میں حضرت مسیح موعود کو قبول کرنا ان کی بڑی سعادت پر دلالت کرتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب پر مخالفت کا زمانہ ہی نہیں آیا۔ جب انہوں نے ایک دوست سے حضرت مسیح موعود کا دعویٰ سنا تو آپ نے سنتے ہی فرمایا کہ اتنے بڑے دعویٰ کا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اور آپ نے بہت جلد حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی۔ حضرت صاحب نے ان کا نام بارہ حواریوں میں لکھا ہے۔" (تقریر جلسہ سالانہ ۲۷۔ دسمبر ۱۹۲۶ء مطبوعہ الفضل ۱۱۔ جنوری ۱۹۲۷ء)

اس بیعت کے بعد آپ کے گھر اور باہر دونوں اطراف سے سخت مخالفت ہوئی گھر میں بھائیوں نے بائیکاٹ کیا اور موچی دروازہ کی حویلیوں اور تاج پورہ اور شیخوپورہ روڈ پر آبائی زمین سے حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے اس کے بعد ان سے کبھی حصہ کا مطالبہ بھی نہیں کیا۔ خلیفہ حمیدالدین صاحب کی ۱۸۹۷ء میں وفات کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب کی ایک پھوپھی نے مغلپورہ کی جائیداد میں سے کچھ حصہ حضرت ڈاکٹر صاحب کے نام لگوایا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے اپنے والد ماجد کی وفات پر جو آپ کا خیال کرتے تھے اور آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ حضرت مہدی موعود ...... کی خدمت میں دعا کی غرض سے لکھا تو حضور کو وہی الہام الیس اللّٰہ بکاف عبدہ ہوا جو حضرت اقدس کے والد ماجد کی وفات پر ہوا تھا۔

محترم خلیفہ صلاح الدین مرحوم کو جب ایک صاحب اقتدار نے آباء کی جائیداد میں سے حصہ لینے کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے والد نے حصہ کا مطالبہ نہیں کیا اس لئے ہم بھی ایسا نہیں کریں گے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب حضرت مسیح موعود ..... کے اولین رفقاء میں سے تھے۔ بارہ حواریوں میں شامل ہونے کے علاوہ آپ کا نام ۳۱۳ والی فہرست میں ۱۶۱ نمبر پر درج ہے۔

سرکاری ملازمت اور طبی خدمات

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے حکومت کی ملازمت اختیار کی اور ملازمت کے دوران بھی ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ چنانچہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"تعلیم سے فارغ ہو جانے کے بعد سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے۔ اس وقت انہوں نے کبھی

روپیہ جمع کرنے کا خیال نہ کیا۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں روپیہ ماہوار بھی انہوں نے کمایا مگر اسے جمع نہ کیا۔ سلسلہ کی خدمت کے لئے ہمیشہ اپنے دل اور ہاتھ کو انہوں نے کشادہ رکھا اور بلا مبالغہ ہزاروں روپیہ انہوں نے خرچ کیا"۔ (الفضل ۱۰۔ اگست ۱۹۲۶ء)

ملازمت کے دوران آپ کی تعیناتی مختلف علاقوں میں ہوئی۔ آپ کو کنگ ایڈورڈ کالج لاہور میں اور آگرہ میڈیکل کالج میں بطور پروفیسر لگایا گیا۔ اس کے علاوہ بطور اسسٹنٹ سرجن اور سرجن انبالہ، رڑکی، رامپور، چکراتہ، لکھنؤ اور دہلی رہے۔ جہاں بھی آپ کو کام کرنے کا موقع ملا آپ نے اپنے عقیدت مندوں اور مداحوں کا ایک حلقہ پیدا کیا۔ آپ مریضوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے۔ غریب مریضوں سے فیس وغیرہ بھی نہیں لیتے تھے۔ بلکہ اپنی جیب سے ان کی مدد کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ حضرت اماں جان کے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ ایک شخص اپنی بیوی کی تشویشناک حالت کی وجہ سے دوا لینے رات کے بارہ بجے کے قریب آیا۔ آپ نے جب اس کی بیوی کی حالت سنی تو اس شخص کو کہا کہ دوا وہ خود جا کر دیں گے۔ کیونکہ مریضہ کی حالت اچھی نہیں۔ اس شخص کے روکنے کے باوجود آپ اصرار کر کے ساتھ گئے دوا دی اور فرمایا کہ ایک گھنٹہ بعد پھر دورہ ہونے کا امکان ہے۔ میں اس وقت تک یہیں ٹھہرتا ہوں۔ مریضہ کے خاوند نے پھر اصرار کے ساتھ جانے کی درخواست کی کیونکہ گھر میں فقط ایک کمرہ تھا۔ آپ نے ایک گھنٹہ بعد دستک دی تو وہ شخص حیران رہ گیا۔ اس وقت اس کی بیوی کی حالت بہت بگڑ چکی تھی۔ آپ نے دوا دی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم فرمایا۔ اس شخص نے پوچھا آپ اتنی دور سے پھر تشریف لائے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا نہیں میں تو باہر جانوروں والی چارہ کی جگہ پر بیٹھا انتظار کرتا رہا۔ وہ شخص حیران ہوا کہ ڈاکٹر صاحب شدید سردی کے موسم میں کھلے آسمان کے نیچے تھے اور محض ہمدردی خلق اور پیشہ کے فرض کو پہچانتے ہوئے دیر تک بیٹھے رہے۔ آپ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی تھی کئی مرتبہ بے سرو سامانی اور آلات کے بغیر بھی آپ کو معمولی اوزاروں کے ساتھ نازک اپریشن کامیابی کے ساتھ کرنے کی توفیق ملی۔

محترمہ عزیزہ رضیہ صاحبہ جو محترم مرزا گل محمد صاحب مرحوم کی زوجہ تھیں اور محترم ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی روایت کرتی ہیں کہ

ڈاکٹر صاحب ان کو آگرہ اپنی تعیناتی کی جگہ پر گاڑی کے ذریعہ لے کر گئے۔ گاڑی کافی رات گئے پہنچی۔

اسٹیشن سے ہسپتال کافی دور اور گنجان آبادی سے باہر تھا۔ آپ نے بیوی بچوں کو ٹم ٹم میں سوار کیا اور ہسپتال کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے روک لیا۔ گاڑی بان ان کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب فوراً نیچے اترے اور گرجدار آواز میں کہا تم کون ہو؟ ڈاکوؤں کے سردار نے آپ کو پہچان لیا اور معافی مانگنے لگا کہ ایسے مفید اور بااخلاق ڈاکٹر کو ہم کیسے لوٹ سکتے ہیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اس کو توبہ کرنے کی تلقین کی اور ایسا قبیح کام چھوڑنے کو کہا۔ وہ معافیاں مانگتا' پاؤں چھوتا اپنے گروہ کے ساتھ ہسپتال تک چھوڑنے گیا۔

شمائل و سیرت

حضرت حافظ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جوانی کی عمر سے نہایت متقی اور پابند صوم و صلوۃ تھے۔ کالج میں تمام لوگ ان کی عزت ان کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے کرتے تھے۔ باوجود معقول آمدن پانے کے ہمیشہ متوکلانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

حضرت عرفانی صاحب محترم ڈاکٹر صاحب کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ :۔

"وہ شخص جس نے اپنی عمر بھر عسرت نہ دیکھی ہو وہ محض قادیان کے لئے درویشانہ زندگی پر قناعت کر کے بیٹھ گیا۔ یہ اس کا آخری امتحان تھا اور اس امتحان میں وہ کامیاب ہو گیا۔ میں اس وقت قادیان سے قریباً ۹ ہزار میل کے فاصلہ پر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ میری تحریر ڈاکٹر صاحب کو کوئی ذاتی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ مگر یہ حق پوشی ہوگی اگر میں یہ نہ لکھوں کہ یہ شخص عظیم الشان خوبیوں کا مالک تھا۔ وہ نہایت صاف قلب واقعہ ہوا تھا اور جو کچھ ان کے دل میں ہوتا تھا فوراً ہی کہہ دیتے تھے۔"

(الفضل ۱۰۔ اگست ۱۹۲۶ء)

حضرت مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر پنجاب تحریر فرماتے ہیں:

" حضرت مسیح موعود ...... کی مقدس صحبت سے فیضیاب رفقاء میں سے ایک حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب تھے۔ آپ لاہور کے ایک ذی وجاہت خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی سعید فطرت بخشی کہ آپ شروع میں ہی حضرت مسیح پاک ...... کے قدموں میں آ

کرے...... اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک شرف یہ بخشا کہ آپ کی صاجزادی کو حضرت مسیح موعود...... اپنے عظیم فرزند حضرت المصلح الموعود کی زوجیت میں لے آئے۔ اور انہی کے بطن سے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ المسیح الثالث پیدا ہوئے۔ اس طرح خاوند دوسرا خلیفۃ المسیح اور فرزند تیسرا خلیفۃ المسیح، یہ بڑی عظیم سعادت ہے۔ جو آپ کو نصیب ہوئی۔

آپ کے ایک صاجزادے محترم کرنل خلیفہ تقی الدین احمد صاحب میرے ساتھ کالج میں پڑھتے تھے ہم دونوں ہوسٹل میں رہائش رکھتے تھے۔ آہستہ آہستہ ہمارے آپس کے تعلقات ایسے ہو گئے کہ ۲۴ گھنٹے ہی اکٹھے رہنے لگے اور پھر وہ انگلستان میں زیر تعلیم رہ کر انڈین میڈیکل سروس میں آگئے اور میں لاہور میں رہا۔ ایک دفعہ حضرت ڈاکٹر صاحب شملہ تشریف لے گئے تو خاکسار کے پاس ٹھہرے۔ یہ ۱۹۲۲ء کی بات ہے جب میں بی۔اے کے بعد شملہ میں ملازم ہو گیا تھا اور حضرت ڈاکٹر صاحب سول سروس کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہو چکے تھے۔ تقویٰ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سادہ طبیعت عطا فرمائی تھی۔ تکلف آپ کی طبیعت میں بالکل نہ تھا۔ آپ کی نیکی کا اثر آپ کے وجود اور آپ کے سب کاموں سے ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کے پاس بیٹھ کر دلی راحت محسوس ہوتی تھی۔ ان کا اپنے پاس ٹھہرنا کبھی نہیں بھلا سکا۔ اللہ تعالیٰ ان پر فضلوں کی بارش کرے اور ان کی اولاد کا حافظ و ناصر ہو"۔ (تحریر مورخہ ۲۸۔ جنوری ۱۹۸۳ء)

حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر............ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد نے فرمایا:۔

"حضرت ڈاکٹر صاحب میرے والد صاحب مرحوم کے بے تکلف دوست تھے۔ بہت صاف گو طبیعت رکھتے تھے۔ ایک وقت میں غالباً وہ ناظر اعلیٰ بھی رہے۔ رام پور میں وہ ملازمت پر ڈاکٹر رہے ہیں۔ میرے والد صاحب اور ان میں بڑی بے تکلفی اور محبت کا تعلق تھا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب خدا تعالیٰ پر توکل کے اعلیٰ معیار پر تھے۔ بلکہ جرات ایمان کے اظہار اور باطل کے خلاف کلمہ حق بلند کرنے میں بہت نڈر واقع ہوئے تھے۔"

حضرت عرفانی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"اپنی ملازمت کے ایام میں بھی ان کو سلسلہ کی خاطر بعض بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں۔ ڈاکٹر

صاحب کو جو واقعہ ریاست رام پور میں پیش آیا۔ اسی کا کسی قدر ذکر لکھنؤ کے ایک کہنہ مشق فسانہ نگار نے اپنے فسانہ میں کیا ہے۔ یہ امرواقعہ ہے کہ اگر ڈاکٹر صاحب سلسلہ کا ذکر نہ کرتے اور سلسلہ کی تبلیغ اشاعت اور امرحق کے اظہار کو مقدم نہ کرتے تو وہ ریاست رامپور میں بہت بڑی عزت و وجاہت کے مقام پر تھے اور ریاست کی فیاضیوں سے اپنے علم کے ذریعہ ہزار ہا روپیہ کما لاتے۔ لوگ گورنمنٹ کی طرف سے ریاستوں میں جانا باعث عزت و فخر جانتے ہیں اور کچھ شک نہیں مالی مفاد کا وہ ایک قیمتی ذریعہ ہے مگر ڈاکٹر صاحب نے عین جوانی میں جب کہ عزت و دولت کے لئے ایک زبردست جذبہ موجود ہوتا ہے کسی امر کی پروا نہ کی اور پروا کی تو اسی عہد کی جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا تھا۔ ایسی نظیریں مشکل سے ملیں گی۔ ڈاکٹر صاحب نے عزت کی پروا کی نہ دولت کی نہ اپنی جان کی ان تمام چیزوں کے مقابلہ میں دین کو مقدم کر کے دکھایا"

اس واقعہ کے متعلق رسالہ انصار اللہ ماہ ستمبر ۱۹۸۲ء کے صفحہ ۲۵ پر تحریر ہے کہ

"حسن کے ڈاکو" ناول میں تو عبدالحلیم شرر صاحب نے حضرت اقدس کے ایک جلیل القدر رفیق حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین کی وہ تمام تقریر ان کے اپنے نام کے ساتھ قلمبند کر دی جس میں انہوں نے برسر دربار نواب رامپور کی سرزنش کی تھی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب وہاں بطور ریذیڈنٹ کے ذاتی معالج ہو کر گئے تھے۔ نواب صاحب بھی طبی مشوروں کے لئے ان کو بلاتے تھے ایسی صورت میں نواب صاحب کو وہ سب کچھ سننا پڑا جو اس مرد حق پرست نے سنایا اور شرر نے نواب صاحب کے مطالعہ اور حضرت ڈاکٹر صاحب کی تقریر کے کڑوے گھونٹ اردو ادب میں عبرت کے لئے محفوظ کر دیئے"

دینی غیرت اور کرشمہ قدرت

حضرت ڈاکٹر صاحب نواب صاحب رامپور کے دربار میں داخل ہو کر بلند آواز سے السلام علیکم کہتے جو کہ آداب دربار کے خلاف تھا۔ اسیطرح آپ نواب صاحب کے آگے تعظیم کیلئے جھکتے نہیں تھے۔ توجہ دلائے جانے پر حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ "میں سوائے خدا کے اور کسی کے سامنے نہیں جھکتا" نواب صاحب نے تبدیلی

اور سخت اقدامات کی دھمکی دی تو آپ نے فرمایا کہ میرے خدا کے ہاتھ میں آپکی گردن ہے جب چاہے آپکو اس منصب سے ہٹا سکتا ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعود..... کی خدمت اقدس میں دعا کیلئے عریضہ لکھا۔ جسکے جواب میں حضرت اقدس..... نے تحریر فرمایا:۔

"مجی عزیزی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سلمہ'　　　اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا کارڈ پہنچا میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے لئے دعا کروں گا مگر آپ نہایت استقامت سے اپنے تئیں رکھیں۔ کم دلی ظاہر نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہر جگہ پر درکار ہے۔ مسافرت اور غربت میں دعا اور تضرع سے بہت کام لینا چاہیے" (۲۴۔ جون ۱۸۹۸ء)

خدا کے پاک مہدی آخرالزمان......... کی دعا نے وہ اثر دکھلایا کہ نواب رامپور کو انگریزی ریذیڈنٹ کی سفارش پر حکومت ہند نے دماغی مریض ثابت ہونے پر نااہل قرار دیکر معزول کر دیا۔ جو شخص حضرت ڈاکٹر صاحب کو تبدیلی اور فراغت کی دھمکیاں دے رہا تھا باوجود صاحب اقتدار ہونے کے معزول کر دیا گیا۔ اللہ اللہ کیا شان ہے مسیح محمدی.... کی۔" ۔

اے میرے فلسفیو زور دعا دیکھو تو!

صحت وسلامتی کیلئے دُعا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے

"اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَعَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"　(جامع ترمذی)

اے اللہ! میرے جسم کو عافیت دے اور میری سماعت اور بصارت کی بھی خود حفاظت فرما۔ اور میرے لئے ان کے وارث بنا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم وکریم ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے جو عرش عظیم کا رب ہے اور سب تعریفیں (اسی) اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

رحم کا دیوتا

یُوں تو پاپی تن کو اپنے جیون بھر چمکایا
مَن مُورکھ کا مَیل نہ اُترا، کیا کیا زور لگایا
پاپ کے گھنگھرو پاؤں میں باندھے تن جھومے بل کھائے
مَن کرموں کو یاد کرے اور شرم سے مَر مَر جائے

سَر پر پاپ کا بوجھ اُٹھائے اور نینوں میں نِیر
پنڈت جوگی کوئی نہ چھوڑا۔ کیا مُلّا کیا پیر
رحم کی بھِکشا مانگی سب سے، کچھ بھی ہاتھ نہ آیا
جانے کیوں مُنہ موڑ گیا ہے، اپنا اور پرایا

گھور اندھیرے مایوسی کے پاپی کو تھے گھیرے
ایسے میں آواز اِک آئی، سُن لے دُکھڑے میرے
نیر کے گنگا جل سے پگلے! من مندر چمکاؤ
نیر بہا کر، دیپ جلا کر، سوئے بھاگ جگاؤ

پاپ ہیں ایسی آگ کہ جس سے دھرتی بھی جل جائے
پر وہ رحم کا دیوتا آیا، کملی کو پھیلائے
اس کی دَیا سے برکھا برسے، سارا جگ لہرائے
کرپا اُس کی دھرم نہ پوچھے، جو آئے سو پائے

سیّد احسن اسمٰعیل صدیقی

قبولِ حق کی داستان

حضرت مولوی غلام نبی صاحب خوشابی کی بیعت

ضلع خوشاب کے موضع نلی سے نسبت رکھنے والے علم و فضل میں بلند پایہ۔ ایک گوہرِ نایاب، حضرت مولوی غلام نبی صاحب خوشابی ..... سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں معروف ہیں۔ یہ مبارک وجود حق و صداقت کی طرف کشاں کشاں آیا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سلام حضرت امام الزماں مہدی معہود ..... کو پہنچایا۔ اور پھر اخلاص و وفا اور محبت میں نمایاں مقام پایا۔ آپ کی بیعت اور اخلاص و محبت کا مختصر تذکرہ قارئین کے ازدیادِ ایمان کے لئے دیا جا رہا ہے۔

حضرت منشی حبیب الرحمٰن نے بواسطہ شیخ عبدالرحمٰن صاحب بیان کیا:۔

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود ..... کے عرصہ قیام لدھیانہ میں مَیں بھی حضور کے قدموں میں حاضر تھا۔ وہاں بڑی مخالفت ہوئی۔ ایک مولوی اپنے عناد کی وجہ سے ہر ہر گلی میں تھوڑی تھوڑی دُور آپ کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا تھا۔ ایک روز وہ اس کوچہ میں بھی آگیا جس میں حضور کا قیام تھا۔ اس مکان کی بیٹھک سڑک کے کنارہ پر تھی اور زنانہ حصہ مکان عقب میں تھا۔ اور زنانہ حصہ سے بیٹھک کے اندر جانے کے لئے سڑک پر سے گزرنا ہوتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب وہ مولوی اس کوچہ میں باتیں کر رہا تھا تو حضور عقبی حصہ مکان سے بیٹھک کی طرف تشریف لا رہے تھے۔ جب اس مولوی نے برکاتِ انوارِ الٰہیہ سے روشن حضور کے رُوئے مبارک کو دیکھا تو تاب نہ لا سکا۔ اور ایسا معجزانہ تصرف الٰہی ہوا کہ یا تو وہ حضور کے برخلاف کئی روز سے بول رہا تھا یا حضور کا مبارک چہرہ دیکھتے ہی فوراً حضور پُرنُور کی طرف لپکا اور تقریر وغیرہ سب بھول گیا۔ حضور نے مصافحہ کو اپنا ہاتھ دے دیا۔ وہ حضور کا ہاتھ پکڑے پکڑے حضور کے ساتھ ہی بیٹھک کے اندر داخل ہوگیا۔ اور پاس بیٹھ گیا۔ اور عقیدت کا اظہار کرنے لگا۔ اس کے تمام ساتھی باہر گلی میں کھڑے اس ماجرا کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ اور باہر کھڑے انتظار کرتے رہے مگر مولوی صاحب تھے کہ اندر سے باہر ہی نہ آتے تھے۔ ادھر مولوی صاحب تائب ہو کر آپ پر ایمان لے آئے اور ان کی درخواست پر حضرت اقدس نے ان کی بیعت قبول فرمائی۔ ان کے ساتھیوں نے جو برابر باہر انتظار میں تھے

غالباً مولوی صاحب کو بلانے کے لئے اندر پیغام بھی بھیجا۔ مگر یہاں سماں ہی اور تھا۔ یہ علم ہونے پر کہ مولوی صاحب نے تو بیعت بھی کر لی ہے ان کے تمام ساتھی مولوی صاحب کو گالیاں دیتے ہوئے منتشر ہو گئے اور پھر کسی نے مولوی صاحب کا ساتھ اختیار نہ کیا۔"

واقعہ بیعت کی تفصیلی روایت :-

یہ بزرگ حضرت مولوی عبدالغنی صاحب المعروف مولوی غلام نبی صاحب خوشابی ..... تھے۔ آپ کے اس واقعہ بیعت کو حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی ..... نے زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا اس کا ملخص یہ ہے۔

"لدھیانہ میں ۱۸۹۱ء میں حضرت اس ..... کے قیام کے زمانہ کی بات ہے کہ علمائے لدھیانہ اور مولوی غلام نبی صاحب خوشابی جو ایک جیّد عالم اور واعظ خوش بیان تھے مخالفت میں دیوانہ ہو رہے تھے۔ مولوی صاحب کی وہاں دھوم مچ گئی اور جابجا ان کے علم و فضل کا چرچا ہونے لگا۔ ہر وعظ میں مولوی صاحب حضرت مسیحؑ کے بارے میں آیتوں پر آیتیں اور حدیثوں پر حدیثیں پڑھنے لگے۔ ایک روز ان کا اس محلّہ میں وعظ تھا۔ جس میں حضرت اقدس قیام رکھتے تھے۔ اس وعظ کے سننے کے لئے ہزاروں آدمی جمع تھے۔ مولوی محمد حسین۔ مولوی شاہ دین۔ مولوی عبدالعزیز۔ مولوی محمد۔ مولوی عبداللہ صاحبان اور دو چار اور مولوی صاحبان جو بیرون سے مولوی غلام نبی صاحب کی علمی لیاقت و شہرت کو دیکھنے کے شوق میں آئے تھے، اس خاص وعظ میں حاضر تھے۔ اس وعظ میں مولوی غلام نبی صاحب نے اپنا سارا علم ختم کر دیا اور تحسین و آفرین اور مرحبا کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ جو ہمارے کانوں تک پہنچ رہے تھے۔ اور ہم پانچ چار آدمی چپکے بیٹھے تھے۔

حضرت اقدس سے مولوی صاحب کا آمنا سامنا:-

..... مولوی صاحب وعظ میں پوری مخالفت کا زور لگا کر چلے اور ان کے ساتھ ایک جم غفیر اور مولوی صاحبان تھے، اور ادھر سے حضرت اقدس مردانہ مکان میں جانے کے لئے زنانہ مکان سے نکلے تو مولوی صاحب سے سامنا ہو گیا۔ اور خود حضرت اقدس نے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور مولوی صاحب نے جواب دیتے ہوئے مصافحہ کیا۔ خدا جانے اس مصافحہ میں کیا بر قی قوت تھی۔ اور کیا مقناطیسی طاقت اور روحانی کشش کہ یدُاللہ ہاتھ ملاتے ہی مولوی صاحب ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ کچھ چوں و چرا نہ کر سکے اور ہاتھ میں ہاتھ دیئے سیدھے مردانہ مکان میں ساتھ ہی چلے گئے۔ اور سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔

مولوی صاحب کے ساتھیوں کا انتظار اور قیاس آرائیاں:-

باہر سامعین اور مولوی حیرت زدہ تھے اور باہم گفتگو کرتے تھے۔ ایک نے کہا ارے یہ کیا ہوا۔ مولوی صاحب نے یہ کیا حماقت کی کہ مرزا صاحب کے ساتھ چلے گئے۔ دوسرے نے کہا مرزا جادوگر ہے خبر نہیں کیا جادو کر دیا ہوگا۔ تیسرے نے کہا مولوی صاحب دَب گئے۔ مرزا صاحب کا رُعب بڑا ہے۔ چوتھے نے کہا۔ اجی مرزا صاحب نے جو اتنا بڑا دعویٰ کیا ہے مرزا خالی نہیں ہے۔ کیا یہ دعویٰ ایسے ویسے کا ہے؟ پانچواں بولا مرزا روپیہ والا معلوم ہوتا ہے۔ مولوی لالچی ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب نے کچھ لالچ دے دیا ہوگا۔ بعض نے یہ کہا کہ مولوی صاحب عالم فاضل ہیں مرزا کو سمجھا کے اور توبہ کرا کے آئیں گے۔ کسی نے کہا۔ یہ ٹھیک ہے اور ایسا موقعہ ملاقات اور نصیحت کرنے کا بار بار نہیں ملتا۔ عام لوگ یہ کہتے تھے کہ مولوی پھنس گیا۔ اور پھنس گیا خواہ طمع میں خواہ علم میں خواہ کسی اور صورت سے۔ مرزا بڑا چالاک اور علم والا ہے۔ مولوی صاحبان یہ کہتے تھے کہ مولوی صاحب مرزا صاحب سے علم میں کم نہیں۔ لالچی نہیں، صاحبِ روزگار ہیں۔ اللہ اور رسول کو پہچانتے ہیں۔ فاضل ہیں۔ مرزا کی خبر لینے گئے ہیں۔ دیکھنا تو سہی مرزا کی کیسی گت بنتی ہے۔ مرزا کو نیچا دکھا کے آئیں گے۔

حضرت اقدس سے مولوی صاحب کی گفتگو:-

ادھر مولوی غلام نبی صاحب مکان کے اندر خاموش بیٹھے تھے۔ اور انہوں نے پوچھا کہ حضرت! آپ نے وفات مسیحؑ کا مسئلہ کہاں سے لیا ہے؟ فرمایا قرآن شریف حدیث اور علمائے ربانی کے اقوال سے (مولوی صاحب کے دریافت کرنے پر) دو آیات یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ والی دکھائیں اور بتایا کہ توفیت اور یُوَفی دو الگ الگ باب سے ہیں۔ آپ غور کریں۔ مولوی صاحب دو چار منٹ سوچ کر کہنے لگے کہ معاف فرمائیے، آپ نے جو فرمایا وہ صحیح ہے۔ قرآن مجید آپ کے ساتھ ہے۔ حضور نے پوچھا جب قرآن مجید ہمارے ساتھ ہے تو آپ کس کے ساتھ ہیں۔ اس پر مولوی صاحب کے آنسو جاری ہو گئے اور اُن کی ہچکی بندھ گئی اور انہوں نے عرض کیا کہ یہ خطا کار بھی حضور کے ساتھ ہے۔

لوگوں کی بے چینی اور مولوی صاحب کا جواب۔ مَیں نے حق پالیا:-

جب دیر ہو گئی تو لوگ آواز پہ آواز دینے لگے کہ مولوی صاحب باہر تشریف لائیے۔ پھر بھی مولوی صاحب نے جواب نہ دیا۔ تو لوگ بہت چلّائے۔ مولوی صاحب نے کہلا بھیجا کہ مَیں نے حق پالیا۔ اب میرا تم سے کچھ کام نہیں۔ اگر تم اپنا

ایمان سلامت رکھنا چاہتے ہو تو تائب ہو کر اس امام کو مان لو۔ میں اس امام صادق سے کس طرح الگ ہو سکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موعود ہے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا۔

سلام کا ذکر کرکے مولوی صاحب نے حدیث پڑھی پھر حضرت اقدس کی طرف متوجہ ہو کر دوبارہ پڑھی۔ اور پھر عرض کیا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق میں اس وقت حضورؑ کا سلام کہتا ہوں اور پھر دوبارہ بھی سلام کیا۔ حضرت اقدس نے اس وقت عجیب آواز سے وعلیکم السلام فرمایا کہ دل سننے کی تاب نہ لائے۔ اور مولوی صاحب مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اس وقت حضرت اقدس کے چہرہ مبارک کا بھی اور ہی نقشہ تھا۔ حاضرین بھی عجیب سرور کی حالت میں تھے۔ پھر مولوی صاحب نے کہا کہ اولیاء اور علماء اُمت اس انتظار میں چل بسے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ یہ غلام نبی اس کو کیسے چھوڑے۔ یہی مسیح موعود اور امام مہدی موعود ہیں۔ اور مسیحؑ ابن مریم مر گئے۔ بلاشک مر گئے۔ وہ نہیں آئیں گے۔ آنے والے آ گئے آ گئے بے شک وشبہ آ گئے۔

مولوی صاحب کا پیغامِ حق اور مخالفت :۔

لوگوں کو مولوی صاحب نے کہا کہ تم جاؤ یا میری طرح حضرت اقدس کے مبارک قدموں میں گر و تا کہ نجات پاؤ۔ منتظر لوگوں کو جب یہ جواب ملا۔ تو کیا مولوی ملاّ اور کیا خاص و عام سب کی طرف سے کافر کافر کا شور بلند ہوا۔ اور وہ گالیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے منتشر ہو گئے۔ پھر مولویوں کی طرف سے مولوی غلام نبی صاحب کو مباحثہ کے پیغام آنے لگے اور بعض کی طرف سے پھسلانے کے لئے کہ ہماری ایک دو بات سن جاؤ لیکن مولوی صاحب نے جواباً یہ شعر پڑھا۔

؎ حضرتِ ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

مولوی صاحب نے مباحثہ کرنا قبول کیا لیکن مباحثہ کے لئے کوئی نہ آیا۔ پھر مولوی صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا کہ میں مباحثہ کرنے کو تیار ہوں۔ پھر مولوی صاحب کو امرتسر یا لاہور سے خط آیا کہ خواہ تم یا مرزا صاحب یا کوئی اور وفاتِ مسیح کے بارے میں ایک آیت یا متعدد آیات پیش کرے۔ میں فی آیت پچاس روپے انعام دوں گا۔ حضرت اقدس کے مشورہ سے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم اڑھائی درجن آیات پیش کریں گے۔ آپ اپنے اقرار کے مطابق پندرہ سو روپیہ لاہور کے کسی بینک میں جمع کرکے رسید بھجوا دیں۔ لیکن جواب ندارد۔ پھر خود مولوی صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا کہ جو شخص حیاتِ مسیح

کے بارے قرآن شریف کی آیت صریح اور حدیث صحیح پیش کرے تو فی آیت اور فی حدیث دس روپے دئے جائیں گے۔ لیکن اشتہار کے بعد مولویوں کی طرف سے خاموشی رہی۔

حضرت مولوی صاحب کی اخلاص و محبّت میں ترقی:۔

مولوی غلام نبی صاحب حضرت اقدس کے ہی ہو رہے اور ان کا بحر اب کھلا کہ جو کوئی آتا اس سے گفتگو اور مباحثہ کے لئے آمادہ ہو جاتے اور پہلے خود ہی گفتگو کرتے۔ مولوی صاحب حضرت اقدس کا چہرہ دیکھتے رہتے۔ حضرت اقدس نے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ کے متعلق تفسیراً کچھ فرمایا تو مولوی صاحب وجد میں آگئے اور کہنے لگے یہ ہے فہم قرآن۔ ان کی عشقیہ حالت ترقی کرتی گئی۔ حضرت اقدس اندرون خانہ تشریف لے جاتے تو مولوی صاحب کی حالت بے قراری اور دیوانگی کی سی ہو جاتی اور حضرت اقدس کے آنے پر آپ کو چین آتا۔ مولوی صاحب کو سابقاً مخالفت کرنے پر بے چینی تھی۔ وہ بار بار کہتے کہ اتنے روز جو میری طرف سے مخالفت ہوئی۔ میری طرف سے گستاخانہ الفاظ نکلے قیامت کے روز میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ پھر استغفار کرتے اور سخت بے قراری سے روتے تھے۔

مولوی صاحب کو خط آیا کہ جلد آجائیں۔ ورنہ ملازمت جاتی رہے گی۔ لیکن مولوی صاحب نے کہا۔ کہ بیعت میں شرط دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کی ہے۔ مجھے ملازمت کی پرواہ نہیں۔ ایک روز اس کا ذکر ہونے پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ خود ملازمت ترک کرنا ناشکری ہے آپ کو ملازمت پر ضرور چلے جانا چاہیئے۔ چنانچہ دوبارہ بیعت کر کے مولوی صاحب مجبوراً روانہ ہو گئے۔ لیکن پھر ہنستے ہوئے واپس آئے کہ ریل گاڑی جا چکی تھی۔ دوسری گاڑی کے آنے میں وقت تھا۔ میں نے کہا جتنی دیر اسٹیشن پر لگے اتنی دیر حضرت کی صحبت میں رہوں تو بہتر ہے۔ یہ صحبت کہاں میسّر ہے۔ حضور نے فرمایا جزاک اللہ یہ خیال بہت اچھا ہے۔ اس میں کچھ حکمتِ الٰہی ہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دوسرا خط آیا کہ اپنی ملازمت پر حاضر ہو جائیں یا درخواست رخصت بھیج دیں۔ میں کوشش کر کے رخصت دلوا دوں گا۔ حضرت اقدس نے فرمایا ریل کے نہ ملنے میں یہ حکمتِ الٰہی تھی۔ حضور کے ارشاد پر مولوی صاحب نے رخصت کی درخواست دے دی جو منظور ہو گئی۔ اور مولوی صاحب کو بہت روز تک حضرت اقدس کی خدمت میں رہنے اور فیضِ صحبت حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ (ملخص از تذکرۃ المہدی بحوالہ اصحاب احمد جلد دہم صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۹)

حضرت مولوی صاحب ..... کی وفات:۔

حضرت مولوی غلام نبی صاحب خوشابی ..... کے زیادہ

تفصیلی حالات، اولاد اور وفات کے متعلق بہت کم ذکر ملتا ہے۔ تاہم بعض تحریرات سے وفات کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۔ آپ کی بیعت ۲۹۔مئی ۱۸۹۱ء نمبر ۲۳۱ پر یوں درج ہے۔

"مولوی غلام نبی ساکن خوشاب ضلع بھیرہ (سکونت خوشاب ضلع بھیرہ (رجسٹر بیعت

بحوالہ اصحاب احمد جلد دہم ص ۱۰۹)

۲۔ شیخ نور احمد صاحب جن کے مطبع میں امرتسر میں ازالہ اوہام زیر طبع تھا بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت اقدس کی خدمت میں لدھیانہ میں حاضر ہوا تو مولوی غلام نبی صاحب موصوف اس وقت وہاں موجود تھے۔

(رسالہ نور احمد نمبر ۱ ص ۱۳ بحوالہ اصحاب احمد جلد دہم ص ۱۰۹)

حضرت اقدس کی تصنیف انجام آتھم جو جنوری ۱۸۹۷ء کی مطبوعہ ہے میں مولوی غلام نبی صاحب مرحوم ساکن خوشاب شاہ پور درج ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ اس سے قبل وفات پا چکے تھے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب میں آپ کا ذکر:۔

حضرت اقدس مسیح موعود..... نہایت محبت سے آپ کا ذکر اپنی کتب میں فرمایا ہے۔

۱۔ اشتہار مورخہ ۲۳۔اگست ۱۸۹۱ء کے ذریعہ احباب لدھیانہ وغیرہ نے علماء کو حضرت اقدس سے مقابلہ کی دعوت دی تھی۔ ان داعیان میں اکادن نمبر پہ آپ کا اسم گرامی یوں درج ہے۔

"مولوی عبدالغنی عرف غلام نبی خوشابی"

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۶۵ حاشیہ روحانی خزائن جلد ص)

۲۔ حضرت اقدس کی تصنیف انجام آتھم جس کے آخر پہ تاریخ تصنیف ۲۲۔جنوری ۱۸۹۷ء درج ہے۔ تین سو تیرہ خاص رفقاء کرام کی فہرست میں آپ کا نام یوں موجود ہے۔

"مولوی غلام نبی صاحب مرحوم خوشاب۔ شاہ پور"

۳۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ..... اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:۔

"حبی فی اللہ مولوی عبدالغنی صاحب معروف مولوی غلام نبی خوشابی دقیق فہم اور حقیقت شناس ہیں۔ اور علوم عربیہ تازہ بتازہ ان کے سینہ میں موجود ہیں۔ اوائل میں مولوی صاحب موصوف سخت مخالف الرائے تھے۔ جب ان کو اس بات کی خبر پہنچی کہ یہ عاجز مسیح موعود ہونے کا دعوٰی کر رہا ہے اور مسیح ابن مریم کی نسبت وفات کا قائل ہے تب مولوی صاحب میں پرانے خیالات کے جذبہ

سے ایک جوش پیدا ہوا۔ اور ایک عام اشتہار دیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد اس شخص کے ردّ میں ہم وعظ کریں گے۔ شہر لدھیانہ کے صدہا آدمی وعظ کے وقت موجود ہوگئے۔ تب مولوی صاحب اپنے علمی زور سے بخاری اور مسلم کی حدیثیں بارش کی طرح لوگوں پر برسانے لگے۔ اور صحاح ستہ کا نقشہ پرانی لکیر کے موافق آگے رکھ دیا۔ ان کے وعظ سے سخت جوش مخالفت کا تمام شہر میں پھیل گیا۔ کیونکہ ان کی علمیت اور فضیلت دلوں میں مسلّم تھی۔ لیکن آخر سعادتِ ازلی کشاں کشاں ان کو اس عاجز کے پاس لے آئی اور مخالفانہ خیالات سے توبہ کرکے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ اب ان کے پرانے دوست ان سے سخت ناراض ہیں مگر وہ نہایت استقامت سے اس شعر کے مضمون کا ورد کر رہے ہیں۔

؎ حضرتِ ناصح جو آویں دیدہ و دل فرشِ راہ
پر کوئی مجھ کو تو سمجھاوے کہ سمجھائیں گے کیا

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۲۵)

الغرض حضرت مولوی غلام نبی صاحب خوشابی ..... کا زہد و تقویٰ اور سعادت انہیں مخالفت کے میدانِ کارزار سے نکال کر کشاں کشاں حضرت امام الزماں بانی سلسلہ احمدیہ....... کے قدموں میں لے آئی اور آپ جماعت آخرین میں داخل ہوکر دائمی برکتوں کے وارث بن گئے۔

(ن۔ خ۔ ن)

ضروری اعلان: تمام ایسے احباب جنہوں نے اپنے بچوں کو وقفِ نو کے تحت وقف کیا ہوا ہے انکی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وقف نو کا فارم پُر کرنے کے بعد ان کا پتہ تبدیل ہوگیا ہو تو فوری طور پر شعبہ وقفِ نو مرکزیہ (لندن) کو اطلاع بھجوائیں۔ اطلاع دیتے وقت "حوالہ نمبر وقفِ نو" ضرور تحریر کریں تاکہ ریکارڈ تلاش کرنے میں آسانی ہے۔ مرکزی ریکارڈ میں اندراج ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مکمل پتہ ضرور درج ہونا چاہیئے اور جب بھی پتہ تبدیل ہو اسکی اطلاع ضروری جانی چاہیئے۔ اطلاع بھجوانے کا پتہ:

(انچارج تحریک وقف نو۔ مرکزیہ) لندن

INCHARGE WAQFE NAU, (CENTRAL)
16 GRESSENHALL ROAD LONDON
SW18 5QL UNITED KIGDOM

سری لنکا کا انٹرنیشنل آئی بینک (EYE BANK)

ایک جائزہ - اور رپورٹ از ڈاکٹر رشید محمد راشد آئی سپیشلسٹ - فضل عمر ہسپتال ربوہ

خاکسار کو سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو میں انٹرنیشنل آئی (EYE) کانفرنس جو ۱۷ اگست تا ۲۰ - اگست منعقد ہوئی ہیں شرکت کا موقع ملا - اس کانفرنس میں سری لنکا کے علاوہ تقریباً ۲۰ مختلف ممالک کے نمائندگان نے شرکت کی - پاکستان سے بھی ۳۵ آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان نے شرکت کی۔

کانفرنس کے دوسرے روز اختتامی لیکچر کے بعد میری ملاقات سری لنکا کے انٹرنیشنل آئی بینک کے بانی چیئرمین ڈاکٹر ہڈسن سلوا (DR HUDSON SILVA) سے ہوئی - خاکسار نے ان کے آئی بینک کے سلسلہ میں تفصیل جاننا چاہی تو انہوں نے بڑی ہی محبت سے تفصیل بتانی شروع کی - نیز اسی وقت ڈاکٹر صاحب نے دیگر ڈاکٹروں کے اصرار پر انٹرنیشنل آئی بینک (کولمبو) دکھانے کا انتظام کیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب ہم آٹھ ڈاکٹروں کو آئی بینک لے گئے - میرے ساتھ دو یونان سے - تین پاکستان کے - ایک بھارت کا اور ایک سعودی عرب کے آئی سپیشلسٹ ڈاکٹر تھے۔

سری لنکا کا انٹرنیشنل آئی بینک

کولمبو شہر کے تقریباً وسط میں واقع ہے - چار منزلہ خوبصورت عمارت وسیع و عریض رقبہ پر پھیلی ہوئی ہے - دنیا کا سب سے بڑا آئی بینک ہے - لوگوں کے عطیات سے اس کے اخراجات پورے کئے جاتے ہیں۔

کارکردگی

اب تک سری لنکا کا آئی بینک تقریباً ۳۶ ہزار آنکھوں کے عطیات دنیا کے ۶۱ ممالک کے ۱۴۰ شہروں میں دے چکا ہے - جو اپنے ملک کے مختلف ہسپتالوں میں عطیات کے علاوہ ہیں۔

کولمبو شہر کا آئی ہسپتال جو کہ ۴۷۵ بستروں پر مشتمل ہے ہر سال تقریباً ۴۰۰ آنکھ کی تبدیلی (پتلی کی تبدیلی مراد ہے) یعنی KERATOPLASTY کے آپریشن ہوتے ہیں - اس آپریشن سے عمومی طور پر اندھا انسان دیکھنا شروع کر دیتا ہے - سری لنکا میں اس ہسپتال کے علاوہ اور بھی EYE ہسپتال ہیں جہاں یہ آپریشن ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سلوا صاحب نے بتایا کہ ہم نے یہ کام ۱۹۵۸ء میں شروع کیا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم صرف کولمبو آئی ہسپتال کے لئے ہی عطیات جمع کر سکیں گے (جن کی تعداد چار صد سالانہ ہوتی ہے) مگر ہمارا کام اب دنیا کے سامنے ہے جو بہت وسیع ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سلوا صاحب کی عمر ۶۵ سال ہے۔ اور نہائت چاک و چوبند۔ آپ بہت ہی نرم مزاج ڈاکٹر ہیں۔ آپ نے بتایا کہ ہماری مہم کا آغاز ۱۹۵۴ء میں ہوا۔ اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ لوگوں کو بعد از وفات آنکھوں کا عطیہ دینے کی اپیل کی گئی۔ ساتھ بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ جات دیئے گئے (جس میں کہا گیا ہے کہ انسان کے فائدہ کے لئے بعد از وفات عطیہ کا ثواب ہے) لہٰذا عوام نے بہت توجہ کی اور کسی خاص مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ لہٰذا لوگوں نے وصیتیں شروع کر دیں۔ اور ہمارے پاس ۳ - ۴ سالوں میں اپنے ملک کی ضرورت سے کہیں زیادہ آنکھوں کے عطیات جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اور اسی طرح ہم نے بیرونی ممالک میں آنکھوں کے عطیات بھجوانے کا پروگرام بنا لیا۔

ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ آجکل روزانہ تقریباً ۲۰ آنکھیں عطیہ والی جمع ہو رہی ہیں۔ اپنے ملک کی ضرورت کے علاوہ باقی تمام عطیہ والی آنکھیں ہم بیرونی ممالک میں بھجوا دیتے ہیں جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔

بلکہ آجکل تو ایسا سلوشن تیار کر لیا گیا ہے۔ جس کے ذریعہ عطیہ والی آنکھ پندرہ ۱۵ دن تک بھی مریض کو آپریشن کے ذریعہ تبدیلی کے قابل رہتی ہے۔ اور کامیاب آپریشن رہتا ہے۔ چند سال پہلے صرف ۴ یا ۵ دن تک (عطیہ والی) آنکھ مریض کو آپریشن کے ذریعہ لگانے کے قابل رہتی تھی۔ بیرونی ممالک میں بھیجی جانے والی عطیہ والی آنکھوں کی سروس تمام ایئرلائنز FREE مہیا کرتی ہیں۔ دیگر HELP کے لئے LOIN'S CLUB آئی بینک کی مدد کرتا ہے۔

سری لنکا میں آنکھوں کے عطیہ کا یہ رجحان خوش آئند اور اچھی مثال ہے۔ بعد از وفات اپنی آنکھیں عطیہ کے طور پہ دینا آنکھوں سے محروم دکھی انسان کی خدمت اور ہمدردی ہے۔ اس سے اپنی قوم اور ملک کے لئے ہی نہیں بلکہ باقی دنیا کے لئے بھی عطیات بھیجے جا سکتے ہیں۔ جو سراسر بنی نوع انسان کی خدمت ہے۔

طبّ و صحت

بنفشہ

ایک مُفید نباتاتی دوا

ہومیو ڈاکٹر نذیر احمد مظہر فاضل الطّب والجراحت

یہ ایک قسم کی پہاڑی گھاس ہے جو گرمی کے موسم میں سایہ دار مقامات پر پیدا ہوتی ہے۔ اس کے پتّے ایک انچ سے ڈیڑھ انچ لمبے انار کے پتّوں سے مشابہ ہوتے ہیں۔ طبّی لحاظ سے خود اُگنے والا بنفشہ کاشت کئے ہوئے بنفشہ کی نسبت بہتر سمجھا جاتا ہے۔ ماہ اپریل میں اس کو پھول لگتے ہیں اور اسی موسم میں پھول اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ اس کے پھول نیلے رنگ کے اور خوشبودار ہوتے ہیں۔ یہ تمام بُوٹی بمعہ پتوں اور پھولوں کے بطور دوا استعمال کی جاتی ہے۔ جب مطلق بنفشہ بولتے ہیں تو پھول مراد ہوتے ہیں۔ جو دوسرے اجزاء سے بہتر سمجھے جاتے ہیں۔

ذائقہ: شیریں لعابدار۔

مزاج: سرد درجہ اوّل تر درجہ اوّل۔

مقام پیدائش: نیپال۔ کشمیر اور مغربی ہمالیہ کا علاقہ۔

مقدار خوراک: بالغوں کے لئے ۵ تا ۷ گرام۔ گرم مزاج اس مقدار کو رات ٹھنڈے پانی میں بھگو کر صبح مَل چھان کر چینی ملا کر استعمال کریں۔ مگر سرد مزاج اُبال کر صاف کر کے چینی ملا کر نیم گرم استعمال کریں۔ اسی طرح موسمِ سرما و گرما میں اُبال کر یا بھگو کر حسبِ حالات و طبیعت و مزاج استعمال کر سکتے ہیں۔

افعال و استعمال: نئے و پُرانے بخار۔ نزلہ۔ زکام۔ کھانسی۔ نمونیہ۔ سینے کے درد اور قبض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ پیٹ کو نرم و ملائم کرتا ہے۔ سکُون بخش اور ہلکا نیند آور ہے۔

مشہور مرکّبات: شربت بنفشہ۔ خمیرہ بنفشہ۔ سفوف سر بنفشہ۔

○

نتیجہ امتحان سہ ماہی اوّل ۱۹۹۵ء

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ کے مرکزی امتحان سہ ماہی اوّل ۱۹۹۵ء میں کل ۲۳۰ مجالس کے ۲۵۷۸ انصار نے شرکت کی توفیق پائی۔ جن میں سے مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن اور خصوصی گریڈ حاصل کیا۔

نمایاں پوزیشن

اوّل ـــــ	مکرم عزیز احمد طاہر صاحب	ٹوبہ ٹیک سنگھ
دوم ـــــ	مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب	ناتھ۔ کراچی
سوم ـــــ	مکرم ملک محمد اعظم صاحب	دار العلوم غربی صادق۔ ربوہ

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار

مکرم قریشی محمد عبد اللہ ہاشمی صاحب۔ دار الرحمت وسطی ربوہ۔ مکرم چوہدری محمود احمد باجوہ صاحب۔ دار العلوم غربی صادق ربوہ

مکرم سلطان شیر خان صاحب۔ دار العلوم غربی صادق ربوہ۔ مکرم عبد الرشید صاحب۔ دار العلوم وسطی ربوہ

مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب۔ دار العلوم وسطی ربوہ۔ مکرم ڈاکٹر فیض اللہ خان صاحب۔ دار العلوم غربی حلقہ ثناء ربوہ

مکرم ملک محمد افضل صاحب۔ احمد نگر ربوہ۔ مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب۔ دار الصدر شمالی ربوہ

مکرم اقبال الدین صاحب۔ دار الصدر شمالی ربوہ۔ مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی۔ دار الرحمت غربی ربوہ

مکرم میجر (ریٹائرڈ) سعید احمد صاحب۔ دار الرحمت غربی ربوہ۔ مکرم رشید احمد ارشد صاحب۔ نصیر آباد حلقہ عزیز ربوہ

مکرم صوبیدار میجر (ریٹائرڈ) عبد الحمید صاحب۔ دار الیمن شرقی۔ ربوہ۔ مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب۔ کوارٹرز تحریک جدید ربوہ

مکرم رشید احمد صاحب زیروی۔ کوارٹرز تحریک جدید ربوہ۔ مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب۔ 〃 〃

مکرم ملک اللہ بخش صاحب۔ 〃 〃 〃۔ مکرم ضمیر الدین صاحب۔ 〃 〃

مکرم یعقوب امجد صاحب۔ 〃 〃 〃۔ مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب۔ 〃 〃

مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب۔ خانیوال۔ مکرم چوہدری جمال احمد صاحب۔ بہاولنگر شہر

مکرم ڈاکٹر مرزا اشرف الدین اشرف صاحب ۔ دار الفضل فیصل آباد ۔ مکرم فضل محمد خادم صاحب ۔ دار الفضل فیصل آباد

مکرم وسیم احمد بیگ صاحب ۔ " ۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب ۔ چک ۲۳۰ ر ب ضلع فیصل آباد

مکرم محمد حمید اللہ صاحب ظفر ۔ چک ۵۶۵ گ ب ضلع فیصل آباد ۔ مکرم ندیم احمد صاحب ۔ سرگودھا شہر

مکرم چوہدری سیف اللہ صاحب ۔ سرگودھا ۔ مکرم میاں عبد الحئی صاحب ۔ سیالکوٹ شہر

مکرم خواجہ منیر احمد صاحب ۔ سیالکوٹ شہر ۔ مکرم جلال الدین شاد صاحب ۔ " "

مکرم شریف احمد صاحب ۔ سیالکوٹ کینٹ ۔ مکرم نذیر احمد صاحب ۔ کوٹ کوڑا ضلع سیالکوٹ

مکرم عبد الباری صاحب ۔ کوٹ کوڑا ضلع سیالکوٹ ۔ مکرم محمد شفیع صاحب سلیم پوری ۔ ضلع سیالکوٹ

مکرم ایم غلام نبی صاحب ۔ غوطہ فتح گڑھ ضلع نارووال ۔ مکرم منظور احمد صاحب منظر ۔ میراںبھڑ کا ضلع میرپور آزاد کشمیر

مکرم عبد الرحمٰن بھٹی صاحب ۔ میراںبھڑ کا ضلع میرپور آزاد کشمیر ۔ مکرم عبد الحلیم صاحب ۔ بشیر آباد ضلع حیدر آباد سندھ

مکرم رانا بشیر احمد صاحب ۔ رحمٰن آباد ضلع نواب شاہ سندھ ۔ مکرم رانا محمد اکرم صاحب ۔ رحمٰن آباد ضلع نواب شاہ سندھ

مکرم رفیق احمد صاحب ۔ میرپور خاص سندھ ۔ مکرم ماسٹر محمد حنیف بھٹی صاحب ۔ میرپور خاص سندھ

مکرم ڈاکٹر مورانی نثار احمد صاحب راٹھور ۔ نوکوٹ میرپور خاص ۔ مکرم ملک محمد عبد اللہ ریحان صاحب ۔ راولپنڈی

مکرم محمد اقبال بٹ صاحب ۔ راولپنڈی شہر ۔ مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب ۔ واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

مکرم شیخ احمد علی صاحب ۔ واہ کینٹ ضلع راولپنڈی ۔ مکرم جلیل احمد شاہد صاحب ۔ اسلام آباد شرقی

مکرم عطاء الرحمٰن صاحب ۔ اسلام آباد شرقی ۔ مکرم محمد صادق صاحب ۔ پاکستان چپ بورڈ فیکٹری ضلع جہلم

مکرم ملک عبد العزیز صاحب ۔ دوالمیال ضلع چکوال ۔ مکرم اقبال احمد اختر صاحب ۔ چک ۱۲/۶ علی پور ضلع قصور

مکرم محمد اسلم صاحب ۔ صدر گوگیرہ ضلع اوکاڑہ ۔ مکرم محمود مجیب اصغر صاحب ۔ مظفر گڑھ

مکرم شمس الدین سیال صاحب ۔ بورے والا ضلع وہاڑی ۔ مکرم ملک نور الٰہی صاحب ۔ بیت التوحید ۔ لاہور

مکرم افتخار احمد صاحب ۔ دہلی گیٹ لاہور ۔ مکرم محمد رمضان صاحب ۔ دہلی گیٹ لاہور

مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب ۔ بیت التوحید لاہور ۔ مکرم رفیق محمد خان صاحب طاہر ۔ اسلامیہ پارک لاہور

مکرم بشارت احمد صاحب ۔ ٹاؤن شپ لاہور ۔ مکرم سید محمد میاں سلیم صاحب ۔ عزیز آباد کراچی

مکرم ریاض احمد صاحب ۔ عزیز آباد کراچی ۔ مکرم مسعود احمد ظفر صاحب "

مکرم محمد ساجد قمر صاحب ۔ ماڈل کالونی کراچی ۔

دعا ہے ۔ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء امتحان کو علم و فضل میں ترقی دے اور اپنی رضا کی راہوں پر ہمیشہ آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

(رفیق احمد ثاقب) قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ۔ ربوہ

یوم تحریکِ جدید۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء

○ امراء و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ سالِ رواں کا دوسرا "یوم تحریک جدید" مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے۔ جس میں احباب جماعت کو چندہ کے علاوہ دیگر مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔

○ اس موقع پر امراء، صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق پروگرام منعقد کر کے دیگر مطالبات کی اہمیت احبابِ جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

○ خطباتِ جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمتِ عملی بیان کی جائے۔

○ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت پہ نازل ہونے والے انعامات وافضالِ الٰہیہ کا احبابِ جماعت کے سامنے ذکر کیا جائے۔

○ اس دن حسبِ ذیل مطالبات پر خصوصی طور پہ روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ احبابِ جماعت سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس اور کھانے میں سادگی اختیار کی جائے۔

۲۔ مطالبات وقفِ اولاد/ وقفِ زندگی

(الف) والدین اپنی اولاد کو خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔

(ب) نوجوان اور پنشنر احباب دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔

(ج) رخصتِ موسمی اور رخصت کے ایّام خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔

۳۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

۴۔ جو لوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔

۵۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔

۶۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

۷۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔

۸۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پہ دعائیں کریں۔

امراء و صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ جلسہ یومِ تحریک جدید کی رپورٹ سے بھی دفتر کو

مطلع فرمائیں۔ نیز مربیان و معلمین کرام کی خدمت میں یوم تحریک جدید کو کامیاب بنانے اور اس کی رپورٹ بھجوانے کے لئے تعاون کی درخواست ہے۔

وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ

وقفِ جدید اور انصار کی ذمہ داریاں

وقف جدید انجمن احمدیہ کے نئے سال کے آغاز پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۶ جنوری ۱۹۹۵ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وقف جدید کو خدا تعالیٰ نے جو "بعد میں" برکتیں عطاء فرمائی ہیں وہ اس بات کی مظہر ہیں کہ حضرت مصلح موعود کے دل میں یہ تحریک ایک الٰہی تحریک ہی تھی اور جو ولولہ اللہ تعالیٰ نے ڈالا تھا۔ وہ الٰہی ولولہ تھا۔ جو ساری جماعت کے دلوں میں منتقل ہونا شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ یہ تحریک اب خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مستحکم ہو چکی ہے۔"

نیز حضور نے اس موقع پر جماعت احمدیہ پاکستان کو یہ خوشخبری دی کہ:۔

"خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی جماعت پاکستان کو یہ اعزاز نصیب ہوا ہے کہ سب دنیا کے وقف جدید کے قربانی کرنے والوں کے مقابل پر پاکستان نے سب سے زیادہ قربانی دی ہے۔"

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ پاکستان کی جماعت مسلسل دوسرے سال بھی دنیا بھر میں اول قرار پائی ہے۔ اس اعزاز کو اب سنبھالنے کیلئے وقفِ جدید کے ہر مجاہد کو پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنا ہوگی۔ یاد رہے کہ مومن کا قدم ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتا ہے۔ لہٰذا اپنے مقام و مرتبہ اور ذمہ داریوں کو پہچان کر تمام انصار بھائی نئے سال کے وقفِ جدید کے چندہ میں نہ صرف اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لیں بلکہ بروقت ادائیگی سے اپنی عالمگیر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔ تمام ناظمین و زعماء اعلیٰ اور مقامی زعماء کرام کوشش کریں کہ ہر رکن اپنی استعداد/حیثیت کے مطابق اس الٰہی تحریک میں حصہ دار بنے۔ ۲۔ اپنے اہل و عیال کو بھی شامل کریں۔ حتیٰ کہ ایک دن کے بچہ کو بھی شامل کریں۔ ۳۔ وعدہ جات کے مطابق وصولی بتدریج یقینی بنائیں اور اگر بقایا جات ہوں تو وہ بھی ادا کریں۔ ۴۔ ذی ثروت احباب کو معاونین خصوصی کی صف میں شامل کیا جائے۔ صفِ اول کے خصوصی معاونین کیلئے کم از کم چندہ ایک ہزار روپے ہے اور صفِ دوم کیلئے کم از کم پانچ صد روپے۔

اللہ تعالیٰ سب انصار بھائیوں کو وقف جدید کی الٰہی تحریک کی عالمگیر ذمہ داریوں کو بروقت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(قائد وقفِ جدید مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

آپ کے خطوط

۱۔ شکریہ احباب و درخواست دعا: محترم ماسٹر حمید احمد صاحب بٹ محمود آباد کراچی اپنے بیٹے محترم سعید احمد صاحب بٹ کی راہِ مولیٰ میں قربانی کے موقعہ پر دوستوں کی آمد نیز خطوط کے ذریعہ رابطہ پر احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور موصوف کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۲۔ محترم عبدالرشید صاحب بھٹی میرپور خاص سندھ کے اشعار موصول ہوئے۔ آپ مناسب اصلاح کی طرف توجہ دیں۔

۳۔ محترم ماسٹر محمد اسلم صاحب سچا سودا ضلع شیخوپورہ نے ماہنامہ کے بارہ میں نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے اور چند دعائیہ اشعار بھجوائے ہیں۔ محترم ماسٹر صاحب کا جذبہ قابلِ قدر ہے۔ کلام مزید مشق چاہتا ہے۔

۴۔ عزیزم وسیم احمد صاحب خالد زعیم حلقہ G-9/4 اسلام آباد لکھتے ہیں۔

"میرے والد صاحب انصاراللہ کے ممبر ہیں۔ مجھے بھی ماہنامہ پڑھنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ رسالہ میں ایمان افروز واقعات اور مضامین پڑھ کر دل عش عش کر اٹھتا ہے.... سارے خدام کو بھی ماہنامہ انصاراللہ پڑھنا چاہیئے۔ بے شک یہ دعوت الی اللہ میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔" ادارہ عزیزم موصوف کے اظہارِ پسندیدگی اور خوشکن تاثرات کا ممنون ہے اور اپنے عزیز نوجوانوں کے روشن مستقبل کا متمنی ہے۔

۵۔ محترم رانا فیض بخش صاحب نون بستی جمال والا ضلع ملتان کا خط اور مضمون ملا۔ ادارہ آپ کے تربیتی اور اصلاحی مضامین کا منتظر ہے۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:۔

"فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت کا قیام ہی کافی نہیں جب تک اس میں نوافل کے اضافے نہیں۔ اور خصوصیت کے ساتھ رات کو محنت نہ کی جائے۔ پس قیام تہجد مشکل مسائل کا حل ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تہجد کی نماز ہی وہ نماز ہے جس کی رسائی سات آسمانوں کے پرے تک لازماً ہوتی ہے۔ یہ فرض نہیں بلکہ نفل ہے مگر اتنا طاقتور نفل ہے کہ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ ہرگز بعید نہیں بلکہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مقام محمود پر فائز فرمادے"

(خطبہ ۸ ستمبر از الفضل انٹرنیشنل ۱۵ ستمبر ۹۵ء)

مراتبِ قرب و محبتِ الٰہی

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔۔۔۔۔ مراتبِ قرب و محبتِ الٰہی کے بارہ میں فرماتے ہیں :۔

"مراتبِ قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں۔ سب سے ادنیٰ درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتشِ محبتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اس محرور سے ہو سکیں لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اس متاثر میں آگ کی چمک پیدا نہ ہو۔ اس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں دونوں محبتوں کے ملنے سے آتشِ محبتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے لیکن اس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہیں ہوتی۔ فقط ایک چمک ہوتی ہے جس کو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اس کو افروختہ کر دیتا ہے۔ اور اس کے تمام اجزاء اور تمام رگ و ریشہ پر استیلاء پکڑ کر اپنے وجود کا اتم و اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتشِ محبتِ الٰہی لوحِ قلبِ انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے ارد گرد کو روزِ روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اُس کو روحِ امین کے نام سے بولتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتِ وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصوّر نہیں اور اُس کا نام ذو الافق الاعلیٰ بھی ہے۔ کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہا درجہ کی تجلّی ہے اور اس کو رأی ما رأی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور وہم و گمان سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں صرف ایک ہی انسان کو ملی جو انسانِ کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعداداتِ بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائشِ الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اُس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۳-۶۴)